هو المعین

Jahān-ārā Bigam

کتاب مستطاب متضمن سوانح حالات قدسی آیات و تذکرہ کرامات و

وقائع حضرت خواجۂ خواجگان

سلطان العارفین قطب المشائخ ولی الہند خواجہ معین الدین حسن سنجری چشتی اجمیری رح

Mu'īn al-arvāḥ

الموسوم بہ

معین الارواح

ترجمہ

مونس الارواح

مصنفہ شاہزادی نیک نہاد رابعہ ثانی حضرت جہاں آرا بیگم بنت اعلیٰحضرت شاہجہان بادشاہ

جسکو بایمائی مالک مطبع ہذا

ناثر بیمثال شاعر نازکخیال مولوی محمد عبد الصمد صاحب کلیم قادری اویسی متوطن علیگدھ

نے ترجمہ کیا

مطبع رضوی دہلی میں سید میر حسن کے اہتمام سے چھپی

گزارش

شایقان حالات وکرامات بزرگان دین پر مخفی ومحتجب نرہے کہ کتاب مستطاب مونس الارواح
کہ درحقیقت معین الارواح معتقدان ہے اور رسالہ فضایل الاولیا کہ یہہ بھی ایک عجیب رسالہ تحقیق
مدارج وصفات اہل اللہ میں لکھا گیا ہے ذرہ بمیقدار تراب اقدام برگزیدگان رب ذوالمنن سید میر حسین
مالک ومہتمم مطبع رضوی واخبار خیرخواہ عالم دہلی نے محض بنظر ثواب خلوص قلبی کے طبع کیا ہے
پس جو صاحب اسے دیکھیں اور مستفید ہوں اس خاکسار کو بھی دعائے خیر سے یاد رکھیں
شاید کہ کسی اہل دل کی دعا درجہ اجابت پر پہنچے اور یہ قلب سیاہ نور ایقان ومعرفت سے
منور ہو۔ چونکہ کتاب ہذا یعنے مونس الارواح خاصکر حالات وکرامات متبرکہ حضرت خواجہ
بزرگ رحمتہ اللہ علیہ سے منتسب ہے اسلئے کسیقدر جلدیں تیمنا بطور پیش کش خدام
بارگاہ عالی میں بھی نذر گزرانی گئی ہیں۔ امید ہے کہ براہ غریب نوازی شرف قبولیت
سے افتخار بخشا جاوے اور اس دور افتادہ پر نظر شفقت ومرحمت مبذول فرمائی جائے

آمین ثم آمین

شاہاں چہ عجب گر بنوازند گدارا

خاکسار سید میر حسن عفی عنہ — فروری ۱۸۹۱ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلّی علیٰ رسولہ الکریم و علیٰ آلہ واصحابہ واجب التکریم والتعظیم امّا بعد عاصی پُر معاصی محمد عبد الصمد کلیم قادری اویسی متوطن علیگڈھ غفر اللہ ولوالدیہ اہلِ حقیقت کی خدمت میں عرض کرتا ہے۔ کہ جب یہ کمترین بندگاں رُوح الارواح ترجمہ انیس الارواح اور ارشاد القادری ترجمہ فیوض القادری اور شمائل الاولیا ترجمہ خصائل الاولیا سے فارغ ہوا تو سیّد میر حسن صاحب مالک مطبع رضوی دہلی ادام اللہ بقاؤہ نے اپنے مطبع سے رسالۂ مونس الارواح جو شاہزادی جہاں آرا بیگم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا کی تالیف ہی ترجمہ کیواسطے دہلی سے عنایت فرمایا میں نے ان کتابوں کا ترجمہ فصیح و سلیس عبارت میں فائدہ عام اور ثواب اُخروی کے واسطے کیا ہے اللہ تعالیٰ قبول فرماوے بحرمۃ حبیبہ الرسول المعظم نبی المکرم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم۔

آغاز ترجمہ

حدِ قیاس سے زیادہ حمد و سپاس اُس صانع قدیم جلّ جلالہٗ کو جس نے اپنی قدرت کاملہ سے تمام انبیا اور رسول کو اہل انام کا ہادی اور رہنما مقرر فرمایا اور احاطہ تحریر سے باہر شکر و ثنا اُس خالق رحیم عمّ نوالہٗ کو جس نے اپنی صفت شاملہ سے اولیا اور مشائخ کو دین اسلام کا مقتدا اور پیشوا بنایا۔ اے صاحب اے خداوند اے بادشاہ جبکہ انبیاے مرسلین اور ملائکہ مقربین کی زبان تیری تعریف میں عاجز ہے اِس ضعیفہ کی کیا مجال کہ تیری اوصاف میں زبان کھولے۔

اشعار

ای بوصفت بیانِ ما ہمہ ہیچ	ہمہ آن تو زانِ ما ہمہ ہیچ
ہر چہ بیند خیالِ ما ہمہ نقص	ہر چہ گوید زبانِ ما ہمہ ہیچ
ما بکُنہ حقیقت نہ رسیم	این یقین و گمانِ ما ہمہ ہیچ

اور صلوات طیبات بے انتہا اوسپر جسکا لقب سیدالاولین والآخرین رحمۃ للعالمین ہے۔ اور تحیات زاکیات اُسکے واسطے جو باعث ہستی دو جہان اور شفیع گروہ عالمیان ہی۔

رُباعی

سلطانِ رُسل کہ از ہمہ پاک آمد	ذاتش سبب خلقتِ افلاک آمد
در شانِ شریف او حدیث قدسی	لولاک لما خلقت الافلاک آمد

اور آپ کی آل پاک و اصحاب کبار پر جو اختر برجِ شرافت اور گوہر درجِ ہدایت ہیں رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین ——— جان کہ حضرت حق سبحانہ تعالی نے وجود اولیا کو موجب ثبات قیام عالم بنایا ہی اور اس فرقہ کی محبت اور ارادت کو نجات کا وسیلہ مقرر فرمایا ہی اور مومنین و مومنات کو ان کے سلسلوں سے متعلق کرکے قیامت میں ہائی اور رستگاری کا سبب گردانا ہی اُس دن کہ جس کی شان میں آیہ کریمہ وارد ہی اور اُس روز کی مقدار پچاس ہزار سال کی برابر ہوگی اور اہل عالم کو طرح طرح کے غم اور ہول آویزین ہوں گی اور مریدوں کے حلقے اپنے پیروں کے جھنڈے کے نیچے کھڑے ہونگے اور بندگان دین کی حمایت میں اُن آفات سے امن میں رہیں گے ۔ ہزار حمد و ثنا ہی کارساز بندہ نواز کو کہ حلقۂ ارادت سلسلۂ شریفۂ چشتیہ کو کہ ممالک وسیع ہندوستان بلکہ معمورۂ جہان میں رواج رکھتا ہی اور بہت اولیائی نامدار عالی مقدار اس سلسلہ میں ہوئی ہیں اس فقیرہ حقیرہ بنت شاہجہان بادشاہ غازی کے گوش دل و جان میں ڈالا ہی یہ عاجزہ اگر ہر سر موئی زبان رکھتی ہو اس عطیہ عظیمہ کے

> يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ أَخِيهِ وَأُمِّهِ وَأَبِيهِ وَصَاحِبَتِهِ وَبَنِيهِ
> اُس دن یعنے قیامت کے روز بھاگیگے کا مرد اپنے بھائی اور ماں اور باپ اور اپنی بیٹے اور بیٹی سے۔

شکر سے عاجز ہے اور یہ عاصیہ قطب المشائخ خلاصۃ الاصفیا برگزیدۂ بارگاہِ کبریا حضرت خواجہ معین الدین حسن سنجری چشتی قدس اللہ سرہ العزیز کے مریدانِ با اعتقاد سے ہی آور وہ حضرت خواجہ عثمان ہرونی قدس اللہ سرہٗ کے مرید ہیں آور وہ حضرت خواجہ حاجی شریف زندانی رح کے آور وہ حضرت خواجہ مودود چشتی رح کے آور وہ حضرت خواجہ ابو یوسف چشتی رح کے آور وہ اپنے پدرِ بزرگوار حضرت خواجہ محمد چشتی رح کے آور وہ اپنے والد امجد حضرت خواجہ ابو احمد ابدال چشتی رح کے آور وہ حضرت خواجہ شیخ اسحاق شامی چشتی رح کے آور وہ حضرت خواجہ ممشاد دینوری رح کے آور وہ حضرت خواجہ ہبیرۃ البصری رح کے آور وہ حضرت خواجہ حذیفہ مرعشی رح کے آور وہ حضرت سلطان ابراہیم ادہم بلخی رح کے آور وہ حضرت فضیل ابن عیاض رح کے آور وہ حضرت خواجہ عبد الواحد بن زید رح کے آور وہ حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے آور وہ حضرت امیر المومنین امام المتقین علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ کے آور وہ حضرت خیر الخلق احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ کے مرید تھے — اس سلسلہ متبرکہ کا شجرہ طیبہ سفینۃ الاولیا سے جو اس حقیرہ کے بھائی اور مرشد صاحب ظاہر و باطن سعادت پژوہ سلطان محمد دارا شکوہ قادری مدّ اللہ ظلہٗ کی تصنیفات سے ہی نقل کیا اور اس رسالہ کا **مُونِسُ الْاَرْوَاح** نام رکھا۔ امید وار ہے کہ حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کی عنایت بغایت مریدان صادق الاعتقاد کے حال پر مبذول رہے اور دنیا و آخرت میں دستگیری کرے وَاللّٰہُ الْمُوَفِّقُ فِیْ کُلِّ الْاُمُوْرِ۔

نقل ہے کہ حضرت سلطان الاولیا سید الاتقیا سراج العارفین معین الملۃ والدین محمد حسن الحسینی السنجری الچشتی قدس اللہ سرہٗ از مشائخ کبار میں کرامت اور کمال اور درجات عالیہ کی ساتھ مشہور و معروف ہیں ولادت با سعادت ولایت سجستان میں ہوئی اور دیار خراسان میں نشو و نما پائی آپ کے پدر بزرگوار نقاوۂ دودمانِ نبوی خلاصہ خاندانِ مصطفوی تاج السالکین حضرت خواجہ غیاث الدین حسن سنجری چشتی رحمۃ اللہ علیہ صاحب زہد و تقویٰ عابد و پارسا تھے جب انھوں نے انتقال فرمایا حضرت خواجہ معین الدین چشتی قدس اللہ سرہٗ کی عمر پندرہ برس کی تھی

والد ماجد کی میراث سے آپ کو ایک باغ اور ایک پن چکی پہنچی تھی آپ اُس کے محصول سے اپنی اور متعلقین کی اوقات بسری کرتے تھے کہتے ہیں کہ وہاں ایک مجذوب اہل حال صاحب کشف و کمال رہتا تھا اُسکو ابراہیم قندوزی کہتے تھے ایک روز حسب ایمای غیبی خواجہ صاحب رح کے باغ میں آیا آپ درختوں کو پانی دے رہے تھے جب مجذوب کو دیکھا سامنے جاکر رسم ادب و تعظیم بجالائے اور اُسکے ہاتھ چوم کر ایک سایہ دار درخت کے نیچے بٹھلایا اور چند خوشہای انگور پیشکش کئے ابراہیم نے کھاکر ایک کھل کا ٹکڑا بغل سے نکالا اور اُس پر دانت مار کر حضرت خواجہ صاحب کو کھلایا کھاتے ہی آپ کے دل میں ایک نور ظاہر ہوا اور دُنیا و مافیہا کی محبت دل سے زائل ہوئی باغ اور املاک کو فروخت کرکے فقرا و مساکین کو نفقہ کیا اور سمرقند و بخارا کی طرف روانہ ہوے ایک مدت تک وہاں رہکر علم ظاہری کی تکمیل فرمائی اور قرآن مجید حفظ کیا پھر عراق و عرب کیطرف متوجہ ہوئے جب قصبہ ہارون میں کہ نواحی نیشاپور میں ہے پہنچے منبع جود و احسان قطب آسمان عرفا خواجہ عثمان ہارونی قدس اللہ سرہ العزیز کی خدمت میں حاضر ہوئے حضرت خواجہ ہرونی رحمۃ اللہ علیہ اکابر مشائخ سے ہوئے ہیں لکھا ہے کہ ایک وقت حضرت خواجہ عثمان رح کا گذر مغوں کے مسکن میں ہوا وہاں بہت بڑا آتشخانہ تھا اُسمیں ہر روز بیش چھکڑے لکڑیاں ڈالی جاتی تھیں اُسکے قریب فروکش ہوئے آپ کا خادم چاہتا تھا کہ افطار کیواسطے روٹی پکاے آگ لینے کیواسطے جب وہ گیا مغوں نے بہچانا کہ مسلمان ہے مانع ہوے۔ خادم نے آکر حضرت سے حال عرض کیا آپ وضو کرکے آتشکدے کے طرف تشریف لیگئے مختار نام۔ جو آتش پرستوں کا سردار تھا اُسکی گود میں ایک سات برس کا لڑکا تھا آپ نے اُس مغ سے پوچھا کہ تم لوگ اس آگ کی پرستش کسواسطے کرتے ہو اور جو کہ آگ اور کل مخلوق کا خالق ہے اوسکی عبادت نہیں کرتے اُسنے جواب دیا کہ ہماری دین میں آگ کا بڑا رتبہ ہے اور ہم اسواسطے اُسکی پرستش کرتے ہیں کہ قیامت کے روز نہ ہمکو نجلاے آپنے کہا کہ اتنے سال سے تم آتش پرستی کرتے ہو ایسا بھی ہوسکتا ہے کہ تم آگ کو ہاتھ پر رکھو اور نہ جلاے اُسنے کہا کہ آگ کی خاصیت جلانا ہے

ایسا نہیں ہو سکتا یہ کہہ کر آپنے اُس لڑکے کو اُس مغ کی بغل سے اپنی گود میں لیکر آگ کا قصد فرمایا مغوں نے شور کیا کہ اے شیخ یہ کیا کرتا ہے حضرت شیخ بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھکر زبان پر لائے قُلْنَا يَا نَارُ كُونِي بَرْدًا وَّسَلَامًا عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَأَرَادُوا بِهِ كَيْدًا فَجَعَلْنَاهُمُ الْأَخْسَرِينَ
ہمنے کہا کہ اے آگ ٹھنڈی ہو جا اور ابراہیم پر سلامتی اور انہوں نے ابراہیم کے ساتھ فریب کا ارادہ کیا پس ہمنے انکو بہت خسارہ پانیوالے کیا۔
— اور آگ میں داخل ہوئے کئی ہزار آتش پرست وہاں موجود تھے سب نے غل مچایا تھوڑی دیر بعد آپ مع طفل آگ سے باہر آئے اور لڑکے اور آپکے جامہ مبارک پر بھی آگ کا اثر نہ پہنچا مغوں نے لڑکے سے پوچھا کہ تو نے اس آتشخانہ میں کیا دیکھا کہا کہ وہاں ایک باغ تھا اُس میں طرح طرح کے پھول کھلے تھے اور عجیب بہار تھی مغوں نے جب یہ کرامت دیکھی سبھوں نے اخلاص کی رو سے اپنا سر پای مقدس پر رکھا اور صدق دل سے کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوئے آپنے مختار کا نام شیخ عبد اللہ اور لڑکے کا نام ابراہیم رکھا یہ دونو کامل ولی ہوئے پھر مغوں نے اُس آتشخانہ کو خانہ خدا بنایا اور عبادت میں مشغول ہوے۔ ڈھائی برس تک آپ وہاں مقیم رہے حضرت خواجہ عثمان ہرونی کی وفات مکہ معظمہ میں ماہ شوال کی چھٹی تاریخ واقع ہوئی الغرض حضرت خواجہ معین الدین رحمۃ اللہ علیہ نے بیس سال اور چھہ ماہ حضرت شیخ قدس اللہ سرہ کی خدمت میں ریاضت اور مجاہدہ کے ساتھ بسر کئے اور کام کو انجام پر پہنچایا آپ سفر و حضر میں اپنے پیر و مرشد کا جامۂ خواب چھاگل اور جانماز وغیرہ اپنے سر پر لئے پھرتے تھے پھر حضرت مرشد سے خرقۂ خلافت حاصل کر کے قصبہ سنجر میں تشریف لائے دو ماہ اور پندرہ روز وہاں رہکر قصبہ جیلان میں پہنچے اور حضرت غوث الثقلین محبوب سبحانی شیخ محی الدین عبد القادر جیلانی قدس اللہ روحہ کی خدمت میں حاضر ہوئے قصبۂ جیل بغداد شریف سے سات روز کی راہ ہے آپ پانچ مہینے اور سات روز حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کی ہمصحبت رہے خواجہ صاحب کا حجرہ متبرکہ اُس مقام فرخ فرجام میں ابتک موجود ہے پھر وہاں سے ہمدان میں اور ہمدان سے تبریز میں پہنچے اور وہاں کے بزرگوں سے ملاقات کی نقل ہے کہ حضرت شیخ فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں اپنے پیر حضرت خواجہ قطب الدین

احمد بن موسیٰ اوشی سے سنا کہ فرماتے تھے کہ میری پیر و مرشد حضرت خواجہ معین الدین چشتی علیہ الرحمۃ
ریاضت و مجاہدۂ عظیم رکھتے تھے سات روز کے بعد ایک روٹی کے ٹکڑے کو جو پانچ*
مثقال سے زیادہ نہ ہوتا تھا پانی میں بھگو کر افطار کرتے تھے اور شیخ نظام الدین بدایونی
قدس اللہ سرہ سے منقول ہے کہ حضرت خواجہ دوتائی بخیہ زدہ پہنتے تھے اور ہر جنس کے پرانے کپڑوں سے پیوند
لگاتے تھے اور شیخ شکر گنج ہم نے فوائد الفواد میں تحریر فرمایا ہے کہ میں نے اس دوتائی کو دیکھا ہے لکھا ہے
کہ وہ جامہ متبرکہ حضرت شیخ نظام الدین کو ملا اور کہتے ہیں کہ خرقہ بھی پایا اور حضرت خواجہ غریب نواز
نے جب حضرت خواجہ عثمان علیہ الرحمۃ والغفران سے خرقہ حاصل کیا آپ کی عمر شریف باون سال
کی تھی اور مشغولی کامل رکھتے تھے اور اکثر قدم تجرید و تفرید کے ساتھ سفر کرتے اور جہاں پہنچتے
اکثر قبرستان میں رہتے اور ہر روز قرآن مجید کے دو ختم لازم فرماتے تھے اور آپ چاہتے تھے کہ کوئی
شخص آپ کے حال سے واقف نہ ہو جب کوئی مطلع ہو جاتا پھر وہاں توقف نہ فرماتے اور اظہار کرامات
و خوارق سے اجتناب رکھتے تھے اور حضرت خواجہ ہرونی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ معین الدین اللہ تعالیٰ کا
محبوب ہے اور مجھ کو اسکے مرید ہونے سے فخر ہے اور جب آپ اپنے پیر برحق سے مرخص ہوے بغداد شریف
اور تبریز اور استرآباد اور ہرات میں ایک مدت تک قیام پذیر رہے اکثر راتوں کو شیخ الاسلام
شیخ عبداللہ انصاری رحمۃ اللہ علیہ کے بقعۂ شریفہ میں رہتے اور دن کو سیر میں گذارتے تھے اور کسی
مقام میں کم قیام فرماتے تھے اور ایک خادم کے سوا دوسرا خدمت میں نہیں رہتا تھا اور اکثر
صبح کی نماز عشا کے وضو سے ادا کرتے تھے جب ہرات میں شہرت پائی قدم مبارک سے سبزوار
کو رونق بخشی وہاں کا حاکم محمد یادگار نام بد باطنی اور بدخلقی اور ظلم کے ساتھ مشہور تھا آپ
اسکے باغ میں تشریف لاکر حوض کے کنارے پر بیٹھے وہ بھی وہاں آیا جب اسکی آنکھ حضرت پر پڑی
اسکے تمام اعضا میں لرزہ پڑا اور اوندھے منہ گر کر بیہوش ہو گیا اور اسکے رفیقوں پر خوف غالب ہوا
آپ نے اس حوض کا پانی اسکے منہ پر مارا وہ ہوش میں آیا پھر حضرت نے بلند آواز سے فرمایا کہ تو نے
توبہ کی اس نے عجز تمام کے ساتھ کہا کہ میں نے توبہ کی اور جو لوگ اسکے ہمراہ تھے وہ بھی تائب ہوئے

* ایک مثقال ساڑھے چار ماشے کا ہوتا ہے۔

پھر آپ نے فرمایا کہ وضو کرکے دوگانہ شکر ادا کرو سب نے ادا کیا اور پیر محمد یادگار اپنے تابعین کے ساتھ آپ کا مرید ہوا اور جو کچھ اُسکے تصرّف میں تھا راہِ خدا میں صرف کیا پھر حضرت خواجہ وہاں سے بلخ کو تشریف لیگئے اُسجگہ ایک حکیم تھا ضیاءالدین نام وہ اہلِ تصوّف کی طرف سے بداعتقاد تھا کہتا تھا کہ علم تصوّف ایک بیان ہی کہ بے دینی اور دیوانے زبان پر لاتے ہیں اور آپکے خادم کی ساتھ تیر و کمان اور چقماق اور نمکدان ساتھ رہتا تھا جب کبھی آبادی سے دور پڑتے جنگل میں گزر کرتے اور قوت کیواسطے شکار کرکے بے شبہ لقمہ سے افطار فرماتے ایکدن ایک کلنگ کا شکار کیا تھا جب شہر میں داخل ہوئے جہاں حکیم ضیاءالدین علم حکمت کا درس کہتا تھا وہاں آپ کا گزر ہوا ایک درخت کے نیچے بیٹھے خادم کباب بناتا تھا اور حضرت مخدوم نماز میں مشغول تھے حکیم نے دیکھکر چاہا کہ وہاں جاکر بیٹھے اور کباب سے ایک حصہ پاوے۔ آپکے دیدار کے مشاہدے سے حکیم کے دل میں اثر عظیم پیدا ہوا جب آپ نماز سے فارغ ہوئے حکیم نے سلام کیا اور خادم نے حضرت کیخدمت میں کباب حاضر کئے آپ حکیم کی خواہش پر واقف ہوئے اور بسم اللہ کہکر کباب سے ایک ران عطا کی اور آپ کباب کھانے میں مشغول ہوئے اُسکی کھاتے ہی ضیاءالدین کے سینہ سے فلسفیات کی تاریکی یکبارگی زائل ہوئی نورِ معرفت دل میں چمکا اور بیخودی طاری ہوئی اُس حال میں آپ نے اُس کباب کا کچھ گوشت دہن مبارک سے چھوٹا کرکے اُس کے منہ میں ڈالا وہ ہوش میں ہوا حاصل کلام فلاسفہ کی تمام کتابوں کو پانی میں ڈال کر اپنے شاگردوں کی ساتھ تائب ہوکر آپکا مرید ہوا بعدہٗ آپ نے لاہور کا قصد فرمایا پھر دہلی میں تشریف لائے چند روز وہاں اقامت کی جب خلقت کا ہجوم بہت ہوا اجمیر کیطرف متوجہ ہوئے۔ نقل ہی کہ جب آپ اپنے پیر سے نعمت حاصل کرکے مکہ معظمہ پہنچے اور اُس جگہ سے مدینہ منورہ کو تشریف لیگئے ایک مدت تک وہاں مشغول رہے ایک روز حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے روضۂ مقدسہ سے آواز آئی کہ اے معین الدین تو ہمارے دین کا معین ہی ہندوستان کی ولایت تجکو حوالہ ہوئی وہاں

جاکر اجمیر میں اقامت کر اُس سرزمین میں کفر کا بہت غلبہ ہے تیری جانے سے اسلام قبول ہوگا یہ سُنکر حضرت خواجہ صاحب کو حیرت ہوئی کہ اجمیر کدھر ہے اسی فکر میں آپ کو کچھ غنودگی پیدا ہوئی اور حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو واقعہ میں دیکھا حضرت سیّد الثقلین نے ایک طرفۃ العین میں تمام عالم مشرق سے مغرب تک خواجہ صاحب کو دکھلایا اور اجمیر کے قلعہ اور پہاڑ کا نشان بتلایا اور ایک انار عطا کر کے فرمایا کہ جا میں نے تجھے خدا کو سونپا القصہ آپ نے مدینہ منورہ سے ملک ہند کا عزم مصمم فرمایا اور آپ شہروں کی سیر کرتے ہوئے اور مشائخ اور درویشوں سے ملتے ہوئے آتے تھے اور چالیس آدمی معتقدین اور مریدوں سے ہمراہ تھے اُس وقت میں اجمیر کا حاکم پتھورا نام تھا اُس کی ماں علم نجوم سے بہرہ وافر رکھتی تھی اُس نے آپ کے وہاں پہنچنے سے بارہ برس پہلے پتھورا سے کہا تھا کہ ایک مرد بزرگ پیدا ہوگا جسکے سبب سے تیری دولت اور سلطنت برباد ہوگی اِس سبب سے وہ ہمیشہ اندوہگین رہتا تھا اور پتھورا کی والدہ نے آپ کا حلیہ لکھ کر اُس کو دیا تھا اُس نے وہ حلیہ لکھوا کر جا بجا بھیجا تھا اور حکم دیا تھا کہ جس کو اِس حلیہ کے مطابق پاؤ اُس کو گرفتار کر لاؤ۔ روایت ہے کہ جب آپ قصبہ سمانہ میں تشریف لائے پتھورا کے آدمیوں نے آپ کو اُس حلیہ کے مطابق پا کر ازراہِ فریب تملّق و تواضع سے پیش آکر کہا کہ ہمنے آپ کیواسطے ایک مناسب جگہ معین کی ہے آپ وہاں تشریف رکھیں خواجہ صاحب نے مراقبہ کیا اور مکاشفہ کے عالم میں حضرت رسول کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کو دیکھا کہ فرماتے ہیں کہ معین الدین اِس گروہ ناہنجار کے قول کا اعتبار نکر یہ تجھ کو مضرت پہنچانا چاہتے ہیں آپ نے اِس امر سے خبردار ہو کر اُنسے انکار کیا اور اپنے ہمراہیوں کو اِس حال سے اطلاع بخشی پھر اجمیر کا قصد فرمایا جب آپ اجمیر میں پہنچے چاہا کہ ایک درخت کے تلے قیام کریں ایک شخص نے آواز دی کہ یہاں راجہ کے اونٹ باندھے جاتے ہیں اور کہیں ٹھیرو آپ نے فرمایا کہ اچھا

ہم اور جگہہ جاتے ہیں بعدہٗ حضرت خواجہ صاحب آنا ساگر کے کنارے پر پہاڑ
کے متصل فروکش ہوے اور راجہ کے اونٹ جو وہاں باندہے گئے ہر چند ساربانوں
نے اُٹھایا اپنی جگہ سے نہ ہلے پرتھی راج یہ بات سُن کر بہت ملول ہوا لکھا ہے کہ
اُسوقت میں کئی ہزار بتخانہ ساگر کے کنارے پر تھے اور اُن میں کئی من روغن اور
پھولوں کا روزمرہ صرف تھا۔ نقل ہے کہ جب آنا ساگر کے کنارے قیام پذیر ہوے
ایک خادم نے ایک شکار کے کباب تیار کیے ہنود کا جگر آتش غیرت سے کباب ہوا
اور آپ کے آدمی جب وضو اور غسل کیواسطے اُدہر گئے وہ لوگ مانع ہوے۔ خواجہ
والاصفات نے جب یہ بات سنی ایک مُرید سے کہا کہ اِس چھاگل میں تالاب سے پانی
بھر لا جب اُسنے بھرا تو تمام ساگر کا پانی خشک ہو گیا اور اُس شہر اور اُسکے حوالی میں
جہاں کوئی چشمہ یا پانی تھا بے آب ہوا بلکہ چوپایوں اور بچہ دار عورتوں کا
دودھ بھی پستانوں میں سوکھ گیا کہتے ہیں کہ ایک جن جسکو بہورا اور اُس کا
باپ اور اہل شہر پوجتے تھے اور اپنا اقبال و دولت اُسکی بدولت جانتے تھے اور
چند پرگنہ اُسکے خرچ کیواسطے وقف کیے تھے وہ جن ترساں اور لرزاں آپ کے
پاؤں پر آگرا اور مسلمان ہوا حضرت نے شادی اُسکا نام رکھا الحاصل جب یہ
خبر بہورا کو پہنچی اُسکی والدہ نے کہا کہ یہ وہی شخص ہے جسکے آنے کی خبر میں نے تجھے دی
تھی خبردار اِس شخص سے کچہہ جھگڑا نکرنا بلکہ اُسکو بہت خوش رکھنا روایت ہے کہ
راے پہورا نے اجی پال جوگی کے پاس جو بڑا جادوگر تھا اپنا آدمی بھیجا
اُسنے یہ جواب دیا کہ اُس صاحب جاد سے یوں عرض کرنا کہ آپ اطمینان رکھیں
یہ سب جادو ہے میں اسکا علاج بخوبی تمام کرونگا یہ سُنکر پہورا نے کہلا بھیجا کہ میں
وہاں جاتا ہوں تو اپنا بندوبست کر کے جلد آ راجہ اثنای راہ میں حضرت خواجہ
صاحب کی نسبت ایذا رسانی کا ارادہ کرتا تھا اندھا ہو جاتا تھا اور جب اِس قصد سے

بازآتا بینائی پاتا تھا اسیطرح سات بار بینا اور نابینا ہوا آخر ارادۂ فاسد دل سے
باہر کیا اور خدمت میں حاضر ہوا اجی پال بھی سات سو مار خونخوار جو جادو سے اسکے مسخر تھے
اور ایک ہزار پانسو چکر کہ ہوا میں معلق ہوکر دشمنوں کے سر پر گرتے تھے اور سات سو شاگرد
کی ہمراہ آ پہنچا اور طرح طرح کے جادو چلائے مگر کوئی کارگر نہوا اور جب چکروں کو ہوا پر
پہنچا کر آپ کی طرف بھیجتا تھا وہ برگشتہ ہوکر اسکے شاگردوں پر گرکر ہاتھ پاؤں توڑتے
تھے اور زخمی کرتے تھے اور جو سانپ جادو کے زور سے چلاتا تھا وہ سب زمین میں سما جاتے
تھے اور لکھا ہے کہ اجی پال جب کسی سے جنگ کرتا کوئی شخص اس سے لشکر غنیم کے مغلوب
کرنے کیواسطے مدد چاہتا وہ ان چکروں کو کوسوں تک رواں کرتا تھا وہ جا کر دشمنوں کے
سر اڑا دیتے تھے القصہ جب اجی پال ہر طرح سے عاجز ہوا تو اس نے فی الحال ہرن کی کھال
ہوا پر پھینکی تو وہ معلق ٹھیر گئی اور آپ دم کھینچکر اور جست مار کر اسپر جا بیٹھا اور دمبدم آسمان
کی طرف اڑا جاتا تھا اور اس کے آدمی بہت خوش ہوتے تھے حضرت سرور اولیا نے
تھوڑی دیر کے بعد مراقبہ سے سر اٹھا کر فرمایا کہ اجی پال کہاں تک پہنچا ہے آپکے معتقدین سے
ایک نے عرض کیا کہ ایک پرندہ کی برابر معلوم ہوتا ہے پھر آپ نے ایک لمحہ کے بعد استفسار کیا
کہ اب کتنی بلندی پر ہے کہا کہ نظر سے غائب ہے خواجہ خواجگان نے اپنی نعلین کو اشارہ
کیا وہ فی الفور ہوا کی طرف اڑیں اور جوگی کے سر پر پہنچکر زد و کوب شروع کی اجی پال کی
نالہ و فریاد کی آواز حاضرین جلسہ سنتے تھے المختصر وہ نعلین اسکو مارتے مارتے ہوا سے زمین
پر اتار لائیں اجی پال حضرت کے پاؤں پر گرا اور امان چاہی آپ نے اشارہ سے منع فرمایا
ضرب میں موقوف ہوئیں جب چھوڑا اور اجی پال نے یہ حال دیکھا تضرع اور زاری کرنے
لگا اور ساگر کے سیراب ہونے اور اونٹوں کے بارے میں التجا کی خواجہ صاحب نے اجی پال سے
فرمایا کہ چھاگل کو اٹھا لا اس نے ہرچند زور کیا اٹھا نہ سکا پھر آپنے شادی جن سے ایما کیا
وہ اٹھا لایا آپ نے اس سے تھوڑا سا پانی ساگر کی طرف چھڑکا اس فیض آب کے فیض سے

سب حوض اور چشمے اور کوئی پُرآب ہو گئے اور اونٹ بھی اٹھکر چراگاہ کو گئے ان کرامتوں کے
ظاہر ہونے اور مطلع ہو جانے سے مخالفین بہت حیران اور پشیمان ہوے اور کہا کہ ہم نے تمام
عمر اس جن کی پرستش اور اجے پال کی خدمت کی اور انکے واسطے خزانے صرف ہوے مگر کچھ بھی کام نہ آیا
الغرض اجے پال نے دست بستہ عرض کیا کہ حضرت کو سیر مقامات میں کہانتک رسائی ہے
آپنے مراقبہ کیا اور روح مظہر عالم ملکوت میں داخل ہوئی اجے پال بہت مجاہدہ اور ریاضت
کئے ہوئے تھا اُس کی روح کو قوتِ استدراج حاصل تھی اُسکی روح آپ کی روح مبارک کے
پیچھے پیچھے جاتی تھی یہانتک کہ پہلے آسمان پر گذرا حضرت خواجہ چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے روح نے
بالاے فلک عروج فرمایا اور اجے پال کی روح آسمان پر نہ جاسکی تضرع و زاری کی کہ مجھے بھی
ہمراہ لے چلئے آپ کی روح مقدس اُسکی روح کو ساتھ لیکر عرش معلی تک پہنچی اور آپ کی روح کی
برکت سے اجے پال کی روح کے سامنے سے حجاب اُٹھ گیا تھا فرشتے ہر مقام پر جو حضرت
خواجہ صاحب کی تعظیم و تکریم کرتے تھے یہ سب دیکھتی تھے جب روح مطہر منزل قرب پر
پہنچے اجے پال کی روح آگے جانے نپائی بہت گڑگڑائی اور عرض کیا کہ مجھے تنہا نہ چھوڑیے
کہ میں بھی حضرت حق جل و علا کی قدرت کا تماشا کروں حضرت حقیقت آگاہ کی روح نے
فرمایا کہ تو جبتک صدق دل سے خداے مطلق اور رسول برحق پر ایمان نہ لائیگا آگے دخل
نہ پائیگا اجے پال کی روح نے خلوص دل کی ساتھ کہا لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ اور
ایمان لایا پھر التماس کیا کہ یا حضرت ایک یہ تمنا اور ہے کہ میں قیامت تک زندہ رہوں
آپ نے مناجات کی آواز آئی کہ تیری دعا قبول ہوئی پھر خواجہ صاحب نے اپنا ہاتھ
اجے پال کے سر پر رکھ کر فرمایا کہ تو قیامت تک زندہ رہیگا القصہ دونوں روحوں نے دوزخ
اور بہشت اور عرش و کرسی وغیرہ کی سیر کرکے عالم سفلی کیطرف رجوع کیا جب آپنے آنکھ
مراقبہ سے کھولی اجے پال کلمہ طیبہ کہتا ہوا قدموں پر گرا وہاں ایک خلقت کا ہجوم تھا یہ
حال دیکھ کر سب حیرت میں آئے اور راے پتھورا اور اُسکے گروہ کے آدمی نادم و شرمندہ ہوکر

گھر کو روانہ ہوے کہتے ہیں کہ اجے پال ابتک زندہ ہے اور اجمیر شریف کے کوہستان میں
اکثر مشغول عبادت رہتا ہے اور حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کے روضۂ مبارک کو آیا کرتا ہے
منقول ہے کہ آپ نے راے پتھورا کو اسلام کی ہدایت فرمائی وہ کج راے شقی ازلی ایمان نہ لایا
اور آپ کی بد دعا سے لشکر اسلام کے ہاتھوں گرفتار ہو کر داخل جہنم ہوا اسکا ذکر آگے آئیگا
انشاء اللہ تعالی ۔ قصہ کوتاہ اجے پال اور شادی جن آپ کو بہت منت اور عاجزی
کر کے شہر میں لاے آپ نے شادی جن کا مقام بخوشی تمام اختیار فرمایا اور وہاں عبادتخانہ
اور مطبخ بنایا اور جہاں باورچی خانہ تھا اب وہاں آپ کا روضہ منورہ ہے حضرت قطب الدین
بختیار کاکی سے مروی ہے کہ میں بیس سال تک حضرت خواجہ خواجگان قدس اللہ سرہ
کی خدمت میں رہا ہرگز نہ دیکھا کہ کسی کو اپنے پاس آنے دیا ہو اور جب مطبخ میں کچھ نہ رہتا تو
خادم آکر عرض کرتا آپ مصلا اٹھا کر فرماتے کہ اتنا خرچ لے کہ آج اور کل کیواسطے کفایت
کرے خادم اسی قدر لیتا ہمیشہ درویشوں کو وظیفہ آپ کی طرف سے پہنچتا تھا اور جو کوئی
مسافر یا مریض آتا اول کا مقصد پاتا مصلے کی نیچے ہاتھ ڈال کر جو کچھ ملتا عطا فرماتے اور چارہ جوئی
کرتے حضرت قطب الاقطاب سے مذکور ہے کہ ایک شخص پتھورا کے ہاں سے مرید ہونے کے ارادے سے
حاضر ہوا آپ نے اسکو مرید نہ کیا وہ واپس گیا اور پتھورا سے آپکا شکوہ کیا اس نے ایک شخص
آپکے پاس بھیجا اور پیغام دیا کہ آپنے اس شخص کو کسواسطے مرید نہیں کیا فرمایا کہ اس کی تین وجہ
ہیں اول یہ کہ وہ بڑا گنہگار ہے دوسرے یہ کہ ہم اس آدمی کو کلاہ نہیں دیتے جو دوسرے
کو سامنے سر جھکاوے تیسری یہ کہ ہمنے لوح محفوظ میں لکھا دیکھا ہے کہ وہ اس جہان سے بے ایمان
جائیگا ۔ راجہ نے جب یہ بات سنے غضبناک ہو کر کہا کہ یہ درویش غیب کی باتیں کہتا
ہے اس سے کہدو کہ اس شہر سے باہر چلا جاے ۔ حضرت ولی اللہ نے جب یہ پیغام
سنا متبسم ہو کر فرمایا کہ اس سے کہدینا کہ ہمارے اور تیرے درمیان تین دن کی مہلت ہے ۔ یا
ہم چلے جائینگے یا تو چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ تین روز کی بعد سلطان معز الدین بن سام کا لشکر

اسلام اجمیر میں آپہونچا اور فتحیاب ہو کر راجہ کو گرفتار کیا اور وہ شخص جو مرید ہونے کے واسطے آیا تھا اسی تھلکہ میں دریا میں ڈوب کر مر گیا اور پتھورا پر آپکے خشمگین ہونے کا سبب اسطرح بھی لکھا ہوا دیکھا کہ پتھورا ایک مسلمان کو رنجیدہ کرتا تھا وہ آپ کے پاس شکایت لایا آپ نے اپنا آدمی بھیجکر اُسکو اس فعل شنیع سے منع فرمایا مگر وہ باز نہ آیا جب آپ اس بات سے واقف ہوئے غصہ میں آکر کہا کہ ہم نے پتھورا کو زندہ گرفتار کر کے دیا انہیں دنوں میں سلطان غوری لشکر جرار کی ساتھ نواحی اجمیر میں آپہنچا اور پتھورا لشکر اسلام سے مقابلہ کر کے زندہ گرفتار ہوا جبھی سے ہندوستان میں دین اسلام نے قوت پائی اور کفر و ضلالت کی جڑ اکھاڑی گئی۔ الحمد للہ علیٰ ذالک ہ

حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کے بعض کلمات قدسی آیات

فرمایا کہ عاشق کا دل محبت کا آتشکدہ ہے جو کچھ اُس میں آئے جلجاے اور ناچیز ہو کسواسطے کہ کوئی آگ آتش محبت سے زیادہ نہیں اور ندیاں جب جاری ہوتی ہیں اُنسے شور اور آوازہ پیدا ہوتی ہے اور جب دریا میں ملجاتی ہیں آواز نہیں ہوتی اِسی طرح جب طالب ذات حق سے وصل ہوتا ہے خاموش رہتا ہے اور جوش و خروش دنیوی زائل ہوجاتا ہے اور فرمایا کہ میرے پیر و مرشد نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ کے ایسے دوست ہیں کہ اگر دنیا میں تھوڑی دیر بھی محجوب ہوں تو نابود ہو جائیں اور جس شخص میں یہ تین خصلتیں ہونگی اللہ تعالیٰ اُسکو دوست رکھیگا۔ اول سخاوت۔ سخاوت دریا کی مانند۔ دوسری شفقت شفقت آفتاب کی مثال کہ تمام جہان میں اُسکا نور اور فیض پہنچتا ہے۔ تیسری تواضع زمین کی تواضع کیطرح اور فرمایا کہ نیکوں کی صحبت کار نیک سے بہتر ہے۔ اور مرید توبہ میں اُسوقت ثابت قدم ہوتا ہے کہ بائیں طرف کا فرشتہ بیس برس تک اُسکا کوئی گناہ نہ لکھے اور صوفی فقر کا مستحق

جب ہوتا ہی کہ عالم فانی ہیں اُس سے کچھ باقی نہ رہے اور محب وہ ہی کہ مطیع ہوا ور اِس
بات سے ڈرے کہ دوست مجھ کو نکال نہ دی اور عارف کا ایک تب ہی جب اُس مقام پر پہنچتا
ہی تمام عالم اور جو کچھ اُسمیں ہے اپنی دو انگشت کے درمیان دیکھتا ہی -
اور عارف وہ ہے کہ جو کچھ چاہی وہ سامنے آجای اور جس چیز سے کلام کری اُس سے جواب پای
اور فرمایا کہ ہم برسوں اِس کام کے درپے رہے آخر کار ہیبت کے سوا کچھ نصیب ہُوا اور
ارشاد کیا کہ گناہ اِتنا ضرر نہیں رکھتا جتنا برادر مسلمان کو خوار رکھنا اور جبتک محبت حق
کی صیقل سے دُنیا کی زنگار دل کی آئینہ سے دُور نہ کرے اور اللہ تعالی کے ذکر سے مونست
نہ پکڑے اور جبتک غیر کی ہستی درمیان سے نہ اُٹھے بندہ ہرگز وصل نہیں ہو سکتا اور خدای
عزوجل کے پہچاننے کی شناخت خلقت سے بھاگنا اور معرفت کے حال میں خاموش رہنا ہی
اور سالک جبتک معرفت کو یاد نہ کری عارف نہیں اور عارف وہ شخص ہی کہ غیر خدا کو دل سے
اُٹھادے کہ یگانہ ہوجای جسطرح دوست یگانہ ہی اور اہل محبت وہ ہیں کہ اُنکے اور حق تعالی کے
درمیان کوئی حجاب نہو اور عارف وہ ہی کہ اندوہگین اور روزمند ہوا اور جس سے نعمت پای
سخاوت وکرم سے - اور چار چیزیں گوہر نفس ہیں - اوّل درویشی کہ توانگری دکھلای - دوسری
گرسنگی کہ سیری ظاہر کری - تیسری اندوہگینی کہ خرمی کا پیرایہ رکھتی ہو - چوتھی وہ کہ دشمن کی ساتھ
دوستی کری - اور فرمایا کہ حضرت خواجہ عثمان علیہ الرحمۃ فرماتے تھے کہ مومن وہ ہی کہ تین چیزونکو
دوست رکھے پہلے فقر و فاقہ - دوسرے بیماری - تیسرے موت جو شخص ان تین چیزونکو
دوست رکھیگا اللہ تعالی اور اُسکے فرشتے اُسکو دوست رکھینگے اور بہشت اُسکی جگہ ہوگی
اور درویش وہ ہے کہ جو کوئی اہل ایمان اُسکے پاس حاجت لای اُسکو محروم نرکھے اور عارف
وہ ہے کہ جہان سے دل برداشتہ رہے اور متوکل وہ ہی کہ خلق سے رنج و محنت کو
منقطع کرے نہ کسے سے حکایت کرے نہ شکایت - اور عارف ترین خلق وہ ہی کہ
متحیر ہو اور عارف وہ ہی کہ جب صبح کو اوٹھے رات کی یاد نہ آوی اور ارشاد کیا کہ موت کا

دوست رکھنا اور راحت کا چھوڑنا اور یاد مولا کی ساتھ مانوس ہونا عارفوں کی
علامت ہی اور فاضلترین اوقات وہ ہی کہ وسواس کا دروازہ خاطر پر بندھا ہوا ہو اور
علم بحر محیط ہے اور معرفت اُسکی ایک ندی ہی بس خدای بزرگ کہاں اور بندہ کہاں اللہ تعالیٰ کو
علم ہی اور بندی کو معرفت اور اہل معرفت آفتاب کی مانند ہیں کہ تمام عالم پر چمکتے ہیں اور آدمی
منزلگاہ قرب میں نہیں پہنچتا مگر اہتمام نماز سے کسواسطی کہ نماز مومن کی معراج ہے اور ارشاد کیا کہ
میں ایک مدت تک کعبہ کے گرد طواف کرتا تھا جب سی واصل حق ہوا ہوں کعبہ میری گرد
طواف کرتا ہے اور بیان فرمایا کہ جبدم حضرت آدم علیہ السلام سے لغزش واقع ہوئی سبب
ہر چیزوں نے حضرت آدم ع پر زاری کی مگر زر و سیم نہیں روئے حق تعالیٰ نے فرمایا کہ تم
کیوں نہیں روئے کہا کہ الٰہی جو تیرا عاصی ہو ہم اُسپر گریہ نہیں کرتے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ
اپنی عزت و جلال کی قسم کہ میں تمہاری قدر و قیمت اور جو کچھ تمہاری قسم سے ہو فرزند
آدم پر آشکارا کرونگا اور انکو تمہارا غلام بناؤنگا - اور فرمایا کہ میں نے ریاض میں لکھا
دیکھا ہے کہ ایک وقت حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک جماعت پر گزرے وہ ہنستے
تھی آپنے انکو سلام کیا سب تعظیم کو اُٹھے اور سلام کا جواب دیا پھر حضرت سرور کائنات
علیہ افضل الصلوٰۃ نے فرمایا کہ کیا تم گور کی منزل سے گزر چکے ہو کہا کہ نہیں پھر فرمایا
کہ عذاب دوزخ سے رہا ہو گئے ہو کہا نہیں ارشاد کیا کہ پھر تم کیوں ہنستے ہو سبھوں نے
توبہ کی پھر انکو کسی نے خنداں نہ دیکھا اور حضرت خواجہ صاحب نے فرمایا کہ عارف
اُسکو کہتے ہیں کہ ہر روز اُسپر سو ہزار تجلی نازل ہوں اور ایک شمہ اظہار نکرے اور
صاحب معرفت وہ ہے کہ سب علم جانے اور ہزار معانی بیان کرے اور ہر وقت
دریاء معرفت میں شناوری کرے کہ ایک موتی اسرار الٰہی کے موتیوں سے باہر لاوے اور اگر
جوہری منتظر کے سامنے بیان کرے معلوم ہو کہ وہ عارف ہے اور اہل محبت کی توبہ تین
طرح پر ہے اوّل ندامت دوسرے قطع معاملت تیسری ترک معصیت - اور خدای

عزوجل کے دوست تین صفت کے ساتھ قائم ہیں ایک قوتِ صائم یعنے
روزہ رکھنے کی قوت دوسری نماز دائم تیسری ذکر قائم۔ اور طریق محبت میں
عارف وہ ہی کہ کسی چیز پر اُسکو عجب و تکبر نہو کس لیئے کہ دعوی اور تسلیم جمع نہیں ہو سکتے
اور فرمایا کہ ہم سانپ کیطرح کینچلی سے باہر آئے اور نگاہ کی تو عشق اور عاشق کو ایک
دیکھا اور ارشاد کیا کہ جب درویش کو عبادت میں حلاوت پیدا ہو وہ حلاوت اُسکے
واسطے حجاب ہوگی اور عارف کا درجہ یہ ہی کہ عجب طاعت سے اجتناب کرے اور بیان
فرمایا کہ جب ہم بہت محنت کے بعد اُس بارگاہ میں پہنچے کچھ زحمت نتھی تمام راحت
پائی اور ہم نے اہل دنیا کو دیکھا تو اُنکو دنیا کی ساتھ مشغول پایا اور اہل عقبیٰ کی
طرف نظر کی تو اُنکو عقبیٰ کی قید میں محجوب مطلق دیکھا اور محبت میں صادق وہ ہی کہ جو کوئی
بلا اُسپر پہنچے خوشی و رغبت سے اُسکو قبول کرے اور فرمایا کہ مینے آثار الاولیا میں لکھا دیکھا
کہ ایک وقت رابعہ بصریہ اور مالک دینار اور شیخ حسن بصری اور شیخ شقیق بلخی رحمۃ اللہ
تعالی علیہم ایک جگہ میں بیٹھے ہوے تھے اور صدق باطن میں بات چلی تھی ہر شخص ایک
ایک بات کہتا تھا جب رابعہ کی نوبت آئی کہا کہ محبت کی راہ میں سچا وہ ہی کہ جب
اُسکو کوئی درد و الم پہنچے دوست کے مشاہدے میں اُسکو فراموش کرے اور بیان کیا کہ ایک بار
میں ایک بزرگ کی ساتھ ایک قبر کے پاس بیٹھا تھا اور صاحب گور کو عذاب ہو رہا
تھا اُس بزرگ نے جب یہ حال مشاہدہ کیا نعرہ مارا اور جان بحق تسلیم ہوا تھوڑی دیر
گزری تھی کہ پگھلا اور پانی ہو کر ناپدید ہوا پھر فرمایا کہ اے عزیزو اگر خفتگان زیر خاک کا
حال کہ اسیر مور و مار اور زندان گور کے گرفتار ہیں جانو کہ انپر کیا معاملہ گزرتا ہے ہیبت سے
نمک کیطرح پگھل جاؤ اور کسی نے آپ سے سوال کیا کہ بقا کیا ہی جواب پایا کہ بقا عین حق ہی
پھر پوچھا کہ تجرید کیا چیز ہے فرمایا کہ غیر سے قطع کرنا اور دوست سے ملنا اور حضرت خواجہ
قطب الدین بختیار کاکی قدس اللہ سرہ العزیز نے تذکرہ کیا کہ میں بیس سال تک حضرت

خواجہ بزرگ علیہ الرحمۃ کی خدمت بابرکت میں رہا کسی پر آن کو غصہ کرتے ہوئے نہیں دیکھا
مگر ایک روز کہیں جاتے تھے آپ کا ایک مرید تھا شیخ علی نام راہ میں اُسکو ایک شخص نے
پکڑا اور کہا کہ جبتک تو میرا روپیہ نہ دیگا میں تجھ کو نہ چھوڑوں گا جب آپ وہاں پہنچے اُسکو
منع کیا اُس نے نہ مانا آپ نے غصہ میں آکر چادر جو دوش مبارک پر تھی زمین پر ڈالدی
فی الحال وہ زر و دینار سے بھر گئی ارشاد کیا کہ جتنا تیرا آتا ہی اتنا لے اُس نے چاہا کہ
حق سے زیادہ لے اور ہاتھ بڑھایا وہ ہاتھ فوراً خشک ہو گیا چلایا کہ میں نے توبہ کی آپ نے
دُعا فرمائی اُس کا ہاتھ حالت اصلی پر آگیا۔ نقل ہی کہ ایک دن ایک شخص ظاہر ارادت
کے واسطے اور باطناً آپ کے قتل کرنے کے ارادے پر سرِ مجلس آکر بیٹھا اُس کی بغل میں
چُھری تھی آپ جب اُس کی طرف دیکھتے تھے تبسّم فرماتے تھے آخر فرمایا کہ ای درویش
جو شخص درویشوں کے پاس آتا ہی یا روی خدا سے یا روی خطا سے تیرا آنا کس وجہ سے
ہی جب اُس نے یہ بات سُنی اُٹھا اور ہاتھ باندھ کر اپنے ارادہ فاسد کا اقرار کیا اور چُھری
بغل سے نکال کر ڈالدی اور خلوصِ نیّت سے آپ کا مرید ہوا کہتے ہیں کہ اُس نے پینتالیس حج
ادا کئے۔ نقل ہے کہ ایک دن حضرت خواجہ چشتی رحمۃ اللہ علیہ حق سبحانہٗ تعالیٰ کی یاد میں
مستغرق تھے اور عالم علوی اُن پر منکشف ہو رہا تھا اِس اثنا میں ایک مرید نے آکر والی مُلک کا
شکوہ کیا کہ وہ مجھ کو شہر سے نکالتا ہی آپ نے پوچھا کہ وہ اِس وقت کہاں ہے کہا سوار ہو کر
میدان کی طرف گیا ہی فرمایا کہ جا وہ گھوڑے سے گِر کر مر گیا جب وہ شخص وہاں سے چلا سُنا
کہ والیِ مذکور اُسی طرح راہی مُلکِ عدم ہوا خواجہ قطب الدین بختیار رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ
میں بیس برس تک حضرت پیر کی صحبت میں رہا ہرگز نہ سُنا کہ کبھی آپ نے اپنی صحت جسمانی
چاہی ہو اکثر زبانِ الہام بیان پر آتا تھا کہ الٰہی جہاں کہیں درد و محنت ہو معین الدین کے نامزد
کر میں نے عرض کی کہ یا حضرت یہ کیا دعا ہی فرمایا کہ جب کسی مسلمان کو بلای سخت اور بیماری
میں مبتلا کرتے ہیں اُسکی صحتِ ایمان کی دلیل ہی وہ گناہوں سے ایسا پاک ہوتا ہی جیسا طفل

مادر زاد ایضاً نقل ہے کہ ایک دن آپ شیخ اوحد الدین کرمانی اور شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے اِس درمیان میں سلطان شمس الدین التمش عالم صغر سنی میں تیر و کمان لئے ہوئے اودھر سے نکلا آپ کی نظر مبارک اُسپر پڑی فرمایا کہ یہ لڑکا بادشاہ دہلی ہوگا آخر ایسا ہی ہوا۔ منقول ہے کہ ایک روز آپ اپنے اصحاب کے ساتھ ایک جلسہ تھے اور سلوک میں بات تھی جب داہنی طرف نگاہ کرتے تھے کھڑے ہوجاتے تھے اور حاضرین اِس امر میں حیران تھے جب وہاں سے واپس آئے مریدوں میں سے ایک نے عرض کیا کہ آپ کے بار بار اُٹھنے کا کیا باعث تھا فرمایا کہ اُسطرف میرے مرشد برحق رحمۃ اللہ علیہ کا مزار مبارک تھا جب میں اودھر نظر کرتا تھا اور مرقد منورہ کو مشاہدہ کرتا تھا بے اختیار تعظیم کو اُٹھتا تھا۔

دیگر

نقل ہے کہ حضرت خواجہ بزرگوار ہر رات کو خانہ کعبہ کے طواف کے لئے جاتے تھے اور حج کرنیوالے ہمیشہ آپ کو طواف میں دیکھتے تھے اور گھر کے آدمیوں کو یہ گمان نہوتا تھا کہ آپ عبادت خانہ میں تشریف رکھتے ہیں آخر معلوم ہوا کہ آپ ہر شب کعبہ شریف کو تشریف لیجاتے ہیں اور فجر کی نماز جماعت خانہ میں ادا فرماتے ہیں۔

روایت

روایت ہے کہ حضرت خواجہ صاحب ستر سال تک نہیں سوئے پہلوے مبارک زمین سے نہ لگا اور آپ صائم الدہر اور قائم اللیل تھے اور حضرت کا وضو قضاے حاجت کے سوا اور سبب سے زائل نہیں ہوتا تھا اور آپ ہمیشہ آنکھیں بند کئے ہوئے مراقبہ میں مشغول رہتے تھے اور جب آنکھ کھولتے تھے جسپر نظر پڑجاتی واصل خدا ہوجاتا تھا اور جس فاسق کیطرف دیکھتے وہ گناہوں سے توبہ کرتا تھا۔

دیگر

مروی ہے کہ حضرت خواجہ عثمان علیہ الرحمۃ والغفران نے فرمایا کہ جو کوئی معین الدین کا یا اُسکے مریدوں کا مرید ہوگا معین الدین ہرگز بہشت میں پاؤں نہ رکھیگا جب تک اُن کو اپنی ہمراہ نہ لیگا اور قیامت تک جو اُسکے سلسلہ میں داخل ہوگا اُسکو نجات کی امید ہے اور حضرت ولی الہند رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ایک دن میں خانہ کعبہ میں مشغول تھا غیب سے آواز آئی کہ اے معین الدین ہم تجھ سے خوش ہیں ور ہمنے تجھے بخشا میں یہ سنکر بہت خوش ہوا

اور عرض کیا الٰہی اگرچہ بیچارہ معین الدین کو آتش دوزخ سے بےخوف کیا لیکن یہ عاجز
ایک عرض رکھتا ہی اگر قبول ہو غیب سی صدا آئی کہ تو ہمارا دوست ہی مانگ جو کچھ چاہتا ہی
مین نے کہا کہ یارب جو میری مرید ہیں اور جو میری مریدوں اور فرزندوں کے مرید ہیں
انکو بھی بخشدی الہام ہوا کہ ہم اُن سب کی خطا سے درگزرے لکھا ہے کہ حضرت صاحب
سماع تھے اور مدام شراب عشق الٰہی سے مست رہتے تھے جو کوئی اُنکے پاس بیٹھتا اہل سماع ہو جاتا
کہتے ہیں کہ حضرت کبھی ہندی راگ بھی سُنتے تھے اور آپ حافظ کلام مجید تھے اور ہر روز
دو ختم کرتے تھے اور ہر ختم پر صدای غیبی سُنتے تھے کہ ہم نے قبول کیا۔ منقول ہے کہ
جب حضرت خواجہ عثمان غفر اللہ لہ ولوالدیہ نے خواجہ صاحب قدس اللہ سرہ کو اپنی جگہ
بٹھلایا فرمایا کہ تونے درویشوں کا خرقہ پہنا ہے تجھ کو چاہیئے کہ درویشوں کے کام کرے
اور درویشی فاقہ کھینچنا ہے اور رنج و الم دیکھنا اہل فقر کے نزدیک غم و شادی برابر ہے
اور راحت و جراحت یکساں درویش کو چاہیئے کہ غریبوں اور فقیروں سی محبت کرے اور
مسکینوں اور درویشوں سے صحبت رکھے اور اہل دُنیا سے محترز رہے جب ایسا کیا
حضرت ذو الجلال کا مقرب ہوا پھر حضرت خواجہ صاحب کا ہاتھ پکڑ کر کہا کہ الٰہی معین الدین کو
قبول فرما اور اپنی درگاہ کا مقرب کر غیب سے آواز آئی کہ ہم نے اُس کا نام اپنے
محبوبوں کے زمرے میں لکھا ہے اور اُسکو سر قوم مشائخ کیا نقل ہے کہ جو کوئی تین دن تک
آپ کی ملازمت میں رہتا تھا ولی اللہ اور صاحب کرامت ہو جاتا تھا۔ مرقوم ہے کہ
بغداد میں سات ترسا صاحب ریاضت اور اہل مجاہدہ تھے اور وہ چھہ مہینے کے بعد
ایک لقمہ طعام کھاتے تھے۔ خلق اُنکے معتقد تھے جو کوئی اُنکے پاس جاتا اُس سے بات
کرتے ایک دن وہ ساتوں خدمت گرامی میں حاضر ہوے جب نظر مبارک اُن پر پڑی
ہیبت سے پاے مقدس پر گرے آپ نے ارشاد کیا کہ تعجب ہی کہ تم غیر خدا کو یعنی آگ کی
پرستش کرتے ہو کہا کہ ہم اسواسطے آگ کی پوجا کرتے ہیں کہ قیامت میں ہمکو نجلاے اور حرمت

فصل

نگاہ رکھے آپ نے فرمایا کہ تم اگر اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو تو وہ آتش دوزخ سے بھی نجات دے اور تمھاری آبرو بھی نگاہ رکھے انھوں نے جواب دیا کہ تم خدا کو پوجتے ہو اگر آگ تم کو نجلاے تو ہم ایمان لائیں فرمایا کہ آگ ہمکو تو کیا ہماری جوتیوں کو بھی نہیں جلا سکتی انھوں نے کہا کہ اگر ہم اپنی آنکھ سے ایسا دیکھیں تو ضرور دین اسلام قبول کریں آپ نے اپنی پاپوش کو آگ میں ڈالدیا اور فرمایا اے آتش معین الدین کی کفش کو ہرگز نہ جلانا معاً وہ آگ سرد ہوگئی اور پاپوش کو ذرا بھی ضرر نہ پہنچا پھر غیب سے آواز ہوئی کہ آگ کی کیا مجال جو ہمارے دوست کی پاپوش کو جلاے جب ترساؤں نے یہ حال دیکھا ڈرے اور فی الحال کلمہ طیبہ پڑھا اور آپکے مرید ہوکر اولیا میں شامل ہوئے ۔ روایت ہے کہ ایک دفعہ حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ سفر میں تھے اور کہیں کفرستان میں پہنچے کفار کو خبر ہوئی کہ چند مسلمان آئے ہیں سب تلواریں کھینچ کر آپ کی طرف دوڑے جب اُنکی نظر آپکے روی مبارک پر پڑی یکبارگی فریاد کی کہ ہم سب حضرت کے فرمانبردار ہیں ہمپر شفقت و کرم کیجئے کہ ہم مسلمان ہوجائیں آپنے کلمہ شہادت اُنکو تلقین کیا پھر وہاں کے تمام اہل کفر اسلام میں داخل ہوئے کہتے ہیں کہ آپکے عہد میں کفار بیشمار مسلمان ہوئے اور جب آپ اجمیر کو جاتے تھے لاہور سے دہلی پہنچے اور چند روز وہاں اقامت کی پھر اجمیر کا قصد فرمایا مروی ہے کہ سلطان شمس الدین طاب ثراہ کے عہد میں آپ دوبارہ دہلی تشریف لائے تھے اور مولانا مسعودؒ نے مولانا احمدؒ آپکے خادم سے روایت کی ہے کہ آپ جب پہلے مرتبہ اجمیر سے دہلی میں تشریف لاے پھر اجمیر میں رونق افروز ہوکر متاہل ہوئے اس کی تفصیل یوں ہے کہ سید وجیہ الدین محمد مشہدی خطۂ اجمیر میں داروغہ تھے انکی ایک دختر صاحب عصمت اور باجمال تھی مبارک بی بی عصمت نام وہ حد بلوغ پر پہنچی تھی سید صاحب موصوف چاہتے تھے کہ کسی بزرگ زادے سے اسکا نکاح کردیں مگر اسکے لایق کوئی شخص نہیں ملتا تھا اسی فکر میں رہتے تھے ایک رات حضرت

امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کو خواب میں دیکھا کہ فرماتے ہیں کہ ای فرزند جگر پیوند حضرت نبوت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایما اسطرح پر ہے کہ تو اِس دختر نیک اختر کو ہمارے نورِ نظر معین الدین حسن سنجری کے عقدِ نکاح میں لائے سیّد وجیہ الدین صاحب نے یہ واقعہ خواجہ دین پر ظاہر کیا۔ آپنے فرمایا کہ اگرچہ میری عمر آخر ہوئی ہی مگر جبکہ حضرت سیّد انام علیہ وآلہ الصلوٰۃ والسلام کا یہی اشارہ ہی میں انکار نہیں کر سکتا روایت ہی کہ نکاح کے بعد حضرت سات سال تک زندہ رہے عمر مبارک ستانوی سال کی تھی اور آپ کی رحلت دوشنبہ کے دن چھٹی ماہ رجب المرجب سنہ ۶۳۳ چھہ سو تیتیس ہجری میں واقع ہوئی یہ مقدمہ سیر العارفین سے لکھا گیا ماہ رجب کی چھٹی تاریخ کو آپکا عرس بڑی دھوم دھام سے ہوتا ہی خلقت کثیر اطراف ممالک سے زیارت کو آتی ہے اور فیض پاتی ہی یہ فقیرہ حقیرہ بھی تاریخ مذکورہ پر اُس عالیجناب کا عرس کرتی ہی اور ایک نسخہ میں یوں لکھا ہی کہ آپ تاہل کے بعد ستّرہ سال تک رونق افروز عالم دنیا رہی اور سن شریف ایکسو ستّرہ برس تک پہنچا تھا اور ملفوظات میں آیا ہی کہ انتقال کے بعد آپ کی پیشانی نورانی پر لکھا ہوا ظاہر ہوا ھٰذا حَبِیْبُ اللہِ مَاتَ فِیْ حُبِّ اللہِ شیخ عبد الحق دہلوی نے بھی اخبار الاخیار میں اِسی طرح قلمبند فرمایا ہی اور ایک قول سے ماہ ذی الحجہ اور سن مذکورہ مین آپ کی رحلت ہوئی قول اوّل صحیح ہے اور اجمیر میں آپ اپنی اقامت کی جگہہ مدفون ہوئے ہیں پہلے مرقد منور خشتی تھا ایک زمانہ کے بعد اُسپر پتھر کا صندوق بنایا گیا اور قبر شریف کو بدستور چھوڑا اِس سبب سے مرقد معلیٰ اونچا ہے اوّل خواجہ حسین ناگوری نے عمارت کی بعدہ اور بادشاہوں نے خانقاہ کا دروازہ بنوایا۔ منقول ہی کہ جب آپ اِس جہان فانی سے عازم عالم جاودانی ہوئے بزرگان دین سے ایک جماعت نے حضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو عالمِ رویا میں دیکھا کہ فرماتے ہیں کہ خدا کا

دوست معین الدین حسن سنجری آتا ہے ہم اُسکے استقبال کیواسطے کھڑے ہیں اور کہتے ہیں کہ ایک بزرگ نے رحلت کی بعد آپ کو خواب میں دیکھا دریافت کیا کہ نزع اور قبر کا حال اور فرشتوں کا سُوال کیونکر تھا فرمایا کہ خدای رحیم وکریم کے فضل سے سب آسان ہوا مگر جب مجھہ کو عرش کے نیچے لیگئے آواز آئی کہ تو اتنا کسواسطے ڈرا میںنے کہا کہ الٰہی تیری قہاری اور جباری سے۔ فرمان آیا کہ ای معین الدین جو شخص دسوئیں ماہ ذی الحجہ کو سورہ بقر پڑھے اُسکو خوف سی کیا کام مینے تجھے بخشا اور اپنے واصلوں سے کیا۔ اور اجمیر کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ آجپا نام راجہ نے جو حد غزنین تک تصرف میں رکھتا تھا اجمیر کو آباد کیا اور میر ہندی میں پہاڑ کو کہتے ہیں اور اوّل جو دیوار ہندوستان میں پہاڑ پر بنائی گئی کوہ اجمیر ہے اور پہلے جو حوض ہندوستان میں کھودا گیا پہکر ہے جو اجمیر سے پانچ کوس پرہ ہوگا اور انیس الارواح میں حضرت خواجہ صاحب نے اپنی بیعت کا حال اسطرح تحریر فرمایا ہی کہ بغداد شریف میں خواجہ جنید قدس اللہ سرہ کی مسجد میں درویش خواجہ عثمان علیہ الرحمۃ کے قدمبوسی سے مشرف ہوا مشائخ کبار حاضر تھے اس عاصی نے زمین پر سر رکھا اور کھڑا ہوا خواجہ عثمان قدس اللہ سرہ العزیز نے فرمایا کہ دو رکعت نماز پڑھ مینے پڑھی کہا کہ قبلہ رو ہوکر بیٹھ میں بیٹھا پھر ارشاد کیا کہ سورہ بقر پڑھ بندہ حکم بجالایا فرمایا کہ ساٹھ بار سبحان اللہ کہہ مینے کہا پھر آپ کھڑی ہوئی اور آسمان کیطرف مُنہ کرکے میرا ہاتھ پکڑا اور کہا کہ آ تجھ کو خدا سے واصل کروں اور کلاہ چار ترکی دست مبارک سے میرے سر پر رکھے اور اپنا خاص کمبل مرحمت کیا پھر فرمان ہوا کہ بیٹھ یہ احقر بیٹھ گیا پھر ارشاد کیا کہ ہزار بار سورہ اخلاص پڑھ مینے حسب فرمان عمل کیا پھر فرمایا کہ ہمارے خانوادے میں یہی ایک شبانہ روز مجاہدہ ہے جا ایک رات دن ریاضت کر مینے ایسا ہی کیا جب صبح ہوئی خدمت سراپا برکت میں حاضر ہوا اور سر عجز زمین پر رکھا فرمایا کہ بیٹھ عاصی بیٹھا ارشاد کیا کہ آسمان کیطرف دیکھ مینے دیکھا فرمایا تو کہاں تک دیکھتا ہے

فدوی نے عرض کیا کہ عرش عظیم تک پھر کہا کہ زمین کی طرف دیکھ خاک سے تحت دیکھا فرمایا
کہ کہانتک نظر آتا ہے اس عاجز نے عرض کیا کہ تحت الثریٰ تک پھر ارشاد ہوا کہ ہزار
بار سورۂ اخلاص پڑھ جب میں پڑھ چکا فرمایا کہ آسمان کیطرف دیکھ مینے تعمیل حکم کی ارشاد
کیا کہ کہانتک منکشف ہوا مینے کہا کہ حجاب عظمت تک پھر حکم ہوا کہ آنکھیں بند کر مینے بند کیں
فرمایا کھول مینے کھولیں پھر دو انگلیاں مجھکو دکھلائیں اور فرمایا کہ تو کیا دیکھتا ہے فقیر نے
عرض کیا کہ اٹھارہ ہزار عالم پھر کہا کہ تیرا کام پورا ہوا پھر ایک اینٹ سامنے موجود تھی
ارشاد کیا کہ اسکو اٹھا جب مینے اٹھایا ایک مٹھی دینار تھی گوہر افشاں ہوے کہ لیجا
اور فقیروں کو صدقہ کر درویش نے اسیطرح کیا پھر فرمان ہوا کہ چند روز ہماری صحبت
میں رہ مینے کہا بسر و چشم حاضر ہوں پھر حضرت مشیخت مآب علیہ الرحمۃ دمشق کی
طرف مسافر ہوی اور یہ فرمانبردار خدمت میں ہمراہ تھا الغرض ایک شہر میں پہنچے
ایک جماعت کو پایا کہ ہستی سے بیخبر تھے سننے میں آیا کہ یہ لوگ ہمیشہ دریای تحیر میں غرق
رہتے ہیں ہرگز ہوشیار نہیں ہوتے پھر وہاں سے حرمین شریفین کا قصد فرمایا جب مکہ
معظمہ میں پہنچے کعبہ شریف کے پرنالے کے نیچے کہ قبولیت دعا کی جگہ ہے میرا
ہاتھ پکڑکر میرے حق میں دعا کی آواز آئی کہ ہمنے معین الدین کو قبول کیا جب مدینہ
منورہ میں پہنچے حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ مقدس کی
زیارت کی اور مجھ سے فرمایا کہ سلام کر مینے سلام کیا مرقد معلے سے آواز پیدا
ہوئی کہ وعلیک السلام یا قطب المشائخ جا کہ تو کمال کو پہنچا پھر وہاں سے بخارا میں پہنچے
میں وہاں کے بزرگوں سے ہم صحبت رہتا تھا الغرض احقر دس ... برس تک
حضرت پیرو مرشد کی ساتھ سفر میں رہا پھر آپ وہاں سے بغداد کو تشریف لیگئے
اور معتکف ہوی چند روز کے بعد پھر مسافر ہوئے دس سال ور سفر میں رہے
یہ درویش حضرت کا جامہ خواب اور چھاگل ساتھ لئے پھرتا تھا جب بیس برس

پوری ہوئی پھر بغداد میں آکر آپ نے اقامت کی اور مجھ سے فرمایا کہ اب میں باہر نہیں نکلونگا تجھکو چاہئے کہ ہر روز چاشت کیوقت میری پاس آیا کرے کہ علم فقر کی تعلیم اور دوسرے فوائد بیان کروں ۔ میں ہر روز خدمت میں حاضر ہوتا تھا اور جو کچھ زبان فیض بیان سے سنتا تھا لکھ لیتا تھا الحاصل اس عاصی نے اٹھائیس روز تک حاضر ہوکر اٹھائیس مجلس لکھیں اور اس مجموعہ کو انیس الارواح کے ساتھ موسوم کیا ۔ خلاصہ کلام یہ کہ حضرت نے فرمایا کہ یہ سب تیری کمال کیواسطے کہا چاہئے کہ تو ان سب باتوں پر عمل کرے کہ فردای قیامت کو شرمندہ نہو یہ خرقہ اور عصا اور مصلا مجھ کو عنایت کرکے ارشاد کیا کہ یہ ہمارے مرشدوں کی یادگار ہے اسکی حفاظت سے رکھنا اور جسکو مرد راہ پائے اسکو دینا کہتے ہیں کہ حضرت خواجہ بزرگ رحمۃ اللہ علیہ افرادسے تھے۔ نقل ہے کہ آپ ہمیشہ نماز نفل دوگانہ خالق یگانہ کی واسطے پڑھا کرتے تھے اور اکثر درود شریف حضرت محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک پر بھیجا کرتے تھے اور کھانا کھانے کے وقت بسم اللہ الرحمن الرحیم کہا کرتے تھے اور اکثر یہ بیت اور یہ مصرع زبان مبارک پر لاتے **بیت** خوبرویان چو پردہ برگیرند + عاشقان پیش شان چنین میرند + **مصرع** صحبت نیکان از طاعت بود ۔ اور بعضوں نے کہا ہی کہ آپ متاہل نہیں ہوئی اور بعض کہتے ہیں کہ آپ متاہل ہوی تھے مگر کوئی فرزند نہیں ہوا یہ دونو قول ضعیف ہیں صحیح یہ ہے کہ آپ دو اہل رکھتے تھے اور فرزند بھی پیدا ہوئی جیسا کہ شیخ عبدالحق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اخبار الاخیار میں لکھا ہی کہ آپ کی دو منکوحہ تھیں ایک بی بی عصمت رح جنکا حال پہلے تحریر ہوا دوسری بی بی امۃ اللہ رح انکے نکاح میں آنیکا سبب یوں لکھا ہی کہ خواجہ صاحب نے ایک شب حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ فرمایا کہ ای نور نظر تو نے ہماری سنتوں سے ایک سنت ترک کی ہی اتفاقا حاکم قلعہ بہٹلی ملک خطاب نام جو آپ کا مرید تھا حدود کفار پر تاخت کرکے

راجہ کی لڑکی کو جو اسیر ہوئی تھی حضور کیخدمت میں لایا آپ نے قبول کی اور امۃ اللہ اسکا نام رکھا ان دونوں خاتونوں سے اولاد ہوئی حضرت بی بی حافظ جمال بی بی امۃ اللہ سے پیدا ہوئیں بی بی حافظ جمال کی قبر پدر بزرگوار کی پائینتی ہے۔ انکے شوہر شیخ رجبی تھے شیخ موصوف کا مرقد ناگور کے قصبات سے ایک قصبہ میں حوض بندلا کے کنارے پر ہے اس بی بی سے دو لڑکے پیدا ہوئے وہ عالم طفولیت میں انتقال کر گئے اور عوام کا قول ہے کہ بی بی حافظ جمال خواجہ صاحب کی دختر خواندہ تہیں مگر یہ بات نامعتبر ہے۔ لکھا ہے کہ آپ کے تین فرزند تھے شیخ ابوسعید اور شیخ فخرالدین اور شیخ حسام الدین اور اس میں اختلاف ہے کہ یہ بی بی عصمت سے ہیں یا بی بی امۃ اللہ سے سید محمد گیسو دراز کہ شیخ نصیرالدین چراغ دہلی قدس اللہ سرہ العزیز کے مرید ہیں جماعت قلیل کے ساتھ اس بات پر ہیں کہ یہ تینوں فرزند بی بی عصمت سے ہیں اور سید شمس الدین طاہر ایک جماعت کثیر کے ساتھ یوں متفق ہیں کہ شیخ ابوسعید بی بی عصمت سے ہیں اور شیخ فخرالدین اور شیخ حسام الدین بی بی امۃ اللہ سے واللہ اعلم بالصواب۔ **بیان** کرتے ہیں کہ شیخ فخرالدین علیہ الرحمۃ بہت بزرگ اور صاحب مقامات عالی تھے زراعت کیا کرتے تھے اور موضع ماندل میں جو حوالی اجمیر میں ہی سکونت رکھتے تھے اور ملفوظات مشائخ چشتیہ میں لکھا ہے کہ آپکے فرزندوں کے ملک میں ایک گانو تھا اور وہاں کا حاکم مزاحمت کرتا تھا اس وجہ سے آپکے ایک صاحبزادے دہلی تشریف لیگئے وہ بھی شیخ فخرالدین تھے یہ والد بزرگوار کے بعد بیس سال تک زندہ رہے اور قصبہ سروار میں جو اجمیر سے سولہ کوس ہے انتقال فرمایا انکا مدفن مبارک قصبہ مذکورہ میں حوض کے نزدیک ہے اور شیخ حسام الدین آپکے چھوٹے لڑکے تھے کہتے ہیں کہ وہ غائب ہوکر ابدالوں میں جا ملے اور شیخ عبدالحق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے

مرقوم کیا ہی کہ آپ کی اولاد ہونا یقینی ہی اور جو کچھ بعض آدمی کہتے ہیں کہ حضرت خواجہ
صاحب کے کوئی فرزند نتھا غلط ہے اور آپ کی اولاد کا ذکر مشائخ چشت کے ملفوظات
میں موجود ہی شیخ فرید شیخ حمید الدین کے پوتے نے اپنے والد سے نقل کی ہی کہ جب
حضرت خواجہ کے فرزند پیدا ہوی مجہہ سے پوچھا کہ ای حمید اس کی کیا وجہ کہ اس سے
پہلے جب ہم قوی اور جوان تھے جو کچھہ درگاہ عزت سے مانگتے تھے جلد ملتا تھا اب
کہ پیر وضعیف ہوی دعا دیر میں مستجاب ہوتی ہی میں نے عرض کی کہ آپ پر ظاہر ہے کہ
مریم علیہا السلام کے جبتک حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا نہیں ہوی تھے گرمی کے
موسم میں موسم سرما کا میوہ ملتا تھا اور بے سبب محراب میں حاضر ہوتا تھا جب عیسیٰ
علیہ السلام پیدا ہوی حضرت مریم منتظر ہوئیں کہ رزق اُسی طرح دستیاب ہو فرمان
آیا کہ جا درخت خرما کی شاخوں کو ہلا کہ خرمای تازہ گریں۔ الحاصل اُس حال میں اور اس
حال میں اسقدر فرق ہے یہ جواب اُس ولایت پناہ نے پسند فرمایا۔ روایت ہے
کہ آپ کے فرزند سید فخر الدین کے ایک فرزند شیخ حسام الدین سوختہ نام صاحب سوز
عالیمقام تھے اور حضرت شیخ نظام الدین بداونی کی ساتھ صحبت رکھتے تھے اور شیخ حسام الدین
سوختہ کا مدفن مقدس قصبہ سانبھر میں مغرب کی طرف سرراہ اجمیر ہے اور خواجہ
معین الدین خُرد شیخ حسام الدین سُوختہ کے بڑے فرزند ہیں اُنکو خواجہ بزرگ کے
نسبت سے خواجہ خُرد کہتے ہیں اُن کے واسطے یہی منقبت اور بزرگی کافی ہے خواجہ خُرد بڑے
بزرگ تھے مُرید ہونے سے پہلے ریاضت اور مجاہدہ میں یہانتک کمال حاصل کیا
تھا کہ بیواسطہ حضرت خواجہ بزرگ سے استفاضہ کرتے تھے آخر حضور کے حکم کے
مُوافق حضرت شیخ نصیر الدین محمود قدس اللہ سرہ کے مرید ہوئے اور خرقہ خلافت
پہنا اور حضرت خواجہ بزرگوار کے پوتوں سے ایک شیخ بایزید عالم متبحر تھے
سلطان محمود خلجی کے عہد میں۔ مدت کے بعد سفر سے آئے اور حضرت کی ساتھ

نسبت فرزندی کا دعویٰ کیا سلطان نے انکو خطۂ اجمیر میں تدریس علوم دین کیواسطے
مقرر فرمایا۔ اور شیخ احمد مجرد کہتے ہیں کہ جو اختلاف حضرت خواجہ بزرگ کی فرزندی
میں ہے انھیں مشائخ بایزید کی نسبت ہی کہ ایک زمانہ کے بعد جب اجمیر میں آکر مقیم ہوی ایک
جماعت نے انکی خواجہ صاحب کے فرزند ہونے سے انکار کیا اور بادشاہ وقت تک
یہ بات پہنچائی بادشاہ نے اسوقت کے علما اور مشائخ سے دریافت کیا شیخ حسین ناگوری
اور مولانا رستم اجمیری نے کہ علماء عصر اور قدماء اجمیر سے تھے عالموں کے ساتھ گواہی
دی کہ شیخ بایزید شیخ قیام الدین بن شیخ حسام الدین بن شیخ فخر الدین بن حضرت
خواجہ معین الدین رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد سے ہیں قدس اللہ اسرارہم اور شیخ حسین نے
شیخ بایزید کی فرزندوں کی نسبت خوشی کی ہی اس سے ظاہر ہے کہ شیخ حسین کا
حضرت خواجہ ہند کے فرزندوں میں ہونا متحقق ہی اور خواجہ معین الدین والملۃ قدس
اللہ سرہٗ سادات حسینی اور بلاشبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد امجاد سے ہیں اور
آپ کو چشتی اس سبب سے کہتے ہیں کہ چشت ولایت خراسان سے ایک قصبہ ہے
حضرت خواجہ ابو اسحاق چشتی رح اور حضرت خواجہ ابو احمد ابدال رح چشتی اور حضرت خواجہ
محمد چشتی اور حضرت ناصر الدین یوسف چشتی اور حضرت خواجہ قطب الدین مودود چشتی رح
اس قصبہ میں قیام رکھتے تھے اس لحاظ سے ان بزرگوں کو چشتی کہتے ہیں اور حضرت خواجہ
معین الدین حسن سنجری روح اللہ روحہ اس سلسلہ میں مرید ہوئے ہیں آپ کی نسبت حضرت
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم تک پندرہ واسطے سے پہنچتے ہے اور حضرت خواجہ معین الدین کے
مرید خاص اور خلیفہ بزرگ حضرت خواجہ قطب الدین احمد بختیار اوشی رح اور انکے مرید
اور خلیفہ شیخ فرید الدین رح مسعود اجودھنی رح اور انکے مرید اور خلیفہ خاص حضرت نظام الدین
بدایونی رح اور انکے مرید اور خلیفہ شیخ نصیر الدین محمود اودھی رح ہیں قدس اللہ سرہم
اور صاحب سیر العارفین کا بیان ہی کہ حضرت نصیر الدین رح نے کسی کو خلافت نہیں دی

آپکی وصیت کے موافق دفن کیوقت خرقہ اور عصا اور تسبیح اور کاسہ چوبیں اور
نعلین کو انکے مقابل قبر میں رکھدیا اب تھوڑا سا حال آپکے خلفاء کبار جنکے نام اوپر
لکھے گئے ہیں لکھا جاتا ہی واللہ الموفق بالاتمام ۔ حضرت قطب المشائخ قدوۃ
الاکابر تاج العارفین خواجہ قطب الدین اوشی کاکی قدس اللہ تعالی سرہ کا ذکر انکا نام
مبارک بختیار ہے اور لقب قطب الدین حضرت بزرگوار کے مرید اور خلیفہ ہیں انکا
مسکن اوش ہی جو ولایت ماوراء النہر سے ایک قصبہ ہے بہت بزرگ اور صاحب
کرامت اور اہل ورجبت تھی انکے پدر بزرگوار کمال الدین احمد موسی آپ کو عالم طفولیت
میں چھوڑکر عالم بقا کیطرف رحلت فرما ہوئی آپکی والدہ ماجدہ نے جو عفیفہ صالحہ عابدہ
تھیں پرورش کی جب آپ پانچ برس کے ہوئے آپ کی والدہ نے ایک مرد
نیک کی ساتھ آپ کو ایک معلم کے پاس بھیجا راہ میں اُس نیک مرد سی حضرت خواجہ خضر
علیہ السلام ملاقی ہوئے اور فرمایا کہ اس لڑکیکو میری ہمراہ کرکر ایک معلم صالح کے سپرد کروں
اور ساتھ لیکر شیخ ابوحفص کے پاس لیگئے اور کہا کہ یہ لڑکا بزرگ خاندان سے ہے
اور بزرگ ہوگا انکو اچھی طرح سے تعلیم کرنا شیخ ابوحفص نے خواجہ قطب الدین رحمۃ
اللہ علیہ سے کہا کہ جو شخص تجھکو یہاں لایا تھا وہ حضرت خضر علیہ السلام تھے ۔
الغرض حضرت شیخ کی صحبت کی برکت سے انکو فتوحات غیبی حاصل ہوئیں اور علم ظاہری
اور باطنی حاصل ہوا اور ریاضت و مجاہدہ کرکے مکمل ہوئی انھیں دنوں حضرت سلطان العارفین
خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ وہاں پہنچے اور خواجہ قطب الدین علیہ الرحمۃ انکے مرید
ہوئے اور خلافت پائی پھر انہیں سے بغداد کیطرف مراجعت فرمائی اور شیخ الشیوخ
شہاب الدین سہروردی اور شیخ اوحد الدین کرمانی رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کی جب سنا
کہ حضرت خواجہ بزرگوار ہندوستان کیطرف متوجہ ہوئی آپ شیخ جلال الدین تبریزی
قدس اللہ سرہ کی ساتھ روانہ ہندوستان ہوئی جب ملتان میں پہنچے زبدۃ الکاملین

شیخ بہاؤالدین زکریا علیہ الرحمۃ سے ملی اور انکی صحبت میں رہی ان دنوں میں ایک بار
غنیم نے ملتان کے قلعہ کا محاصرہ کیا والی قلعہ اور شہر والے بہت تنگدل ہوئے حاکم شہر نے
حضرت خواجہ قطب الدین رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں التماس کیا آپ نے ایک تیر پر
ایک دعا پڑھ دی اور فرمایا کہ اس تیر کو شام کے وقت لشکر غنیم کی طرف پھینکیں اس شب
گروہ اعدا پر ایسی دہشت غالب ہوئی کہ خود بخود بھاگ گئی کہتے ہیں کہ حضرت شیخ
فریدالدین مسعود گنج شکر نے بھی ملتان میں آپ سے ارادت کی پھر خواجہ قطب الدین
ملتان سے دہلی میں تشریف لائے اور سلطان شمس الدین التمش بادشاہ دہلی آپ کے
قدوم میمنت لزوم کو عطیۂ الٰہی جان کر استقبال کو آیا اور اعزاز و اکرام کے ساتھ آپ کو
شہر میں لایا اور حضرت نے موضع کیلوکھری میں قیام فرمایا حضرت شیخ محمد عطا کہ حمید الدین
ناگوری کے نام سے مشہور ہیں اور دوسرے مشائخ خدمت میں حاضر ہوتے تھے اور
سلطان شمس الدین ہفتہ میں دو بار شرف ملازمت حاصل کرتا تھا ایک دن عجز تمام کے
ساتھ عرض کیا کہ حضور کرم فرما کر شہر میں اقامت فرمائیں۔ سلطان کا التماس قبول ہوا
شہر کے نزدیک ملک معزالدین کی مسجد میں ٹھہرے اور حضرت قطب المشائخ نے خواجہ
بزرگ کی خدمت میں اشتیاق تمام کے ساتھ عریضہ لکھکر روانہ کیا کہ اگر ایما ہو سعادت
ملازمت حاصل کروں حضرت خواجہ صاحب نے جواب میں لکھا کہ بعد مکانی قرب
جانی کا مانع نہیں ہے وہیں مشغول رہنا چاہیے۔ انشاء اللہ تعالیٰ ہم وہیں آئینگے من بعد
حضرت خواجہ خواجگان اجمیر سے عازم دہلی ہوئے اور حضرت خواجہ قطب الاقطاب کے
گھر قیام پذیر ہوئے تمام شہر کے اکابر و اہالی نے آکر سعادت ملازمت حاصل کی
اور حضرت شیخ فریدالدین مسعود گنج شکر بھی ان دنوں اپنے پیر و مرشد خواجہ
قطب الدین رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں تھے اور حضرت خواجہ خواجگان کے قدمبوسی سے
مشرف ہوئے اور خواجہ غریب نواز نے بار ہا فرمایا کہ بابا بختیار تو ایسے شاہباز کو

احوال فرزندان حضرت خواجہ قطب الدین

وجہ کاکی

ذکر رحلت حضرت خواجہ قطب صاحب

دام میں لایا ہی کہ سدرۃ المنتہیٰ کے سوا آشیانہ نہ پکڑیگا چندروز بعد خواجہ صاحب پھر اجمیر کو تشریف لیگئے اور خواجہ قطب الدین رحمۃ اللہ علیہ بھی ہمراہ روانہ ہوئے اہل شہر جدائی اور حرمان کی تاب نہ لاکر بہت زار و گریاں تھے سلطان شمس الدین التمش بھی مضطرب الحال خدمت میں حاضر ہوا اور حضرت خواجہ قطب الاقطاب کے دہلی میں رہنے کیواسطے حضرت خواجہ ہند کی خدمت میں تضرع کی خواجہ بزرگ نے مرحمت کی اجازت دی خواجہ قطب الدین حسب الحکم پیر و مرشد دہلی میں رہکر طالبوں کے ارشاد ہدایت میں مشغول ہوئے اور ہرگز کسی سے فتوح قبول نہیں فرماتے تھے اور اکثر حضرت خضر علیہ السلام کے ساتھ صحبت رکھتے تھے اور آخر حال میں متاہل ہوئے اللہ تعالیٰ نے ایکسو دو فرزند توامان عطا فرمائے اور ایک رسالہ میں لکھا ہی کہ جب حضرت خواجہ قطب کاکی رحمۃ اللہ علیہ حضرت خواجہ صاحب قدس اللہ سرہٗ کی خدمت میں آئے حضرت خواجہ نے چالیس روز کے بعد انکو خرقہ خلافت اور مصلا اور عصا اور نعلین مرحمت کرکے دہلی کو مرخص فرمایا اور خواجہ قطب الدین نے دہلی میں آکر قیام کیا۔ تھوڑے دنوں کے بعد ایک آنیوالا خبر لایا کہ آپکے وہاں سے چلنے سے بیس روز بعد حضرت خواجہ بزرگ نے انتقال فرمایا اور حضرت قطب الدین کو کاکی اس سبب سے کہتے ہیں کہ آپ پر فقر غالب تھا انکی اہلخانہ ایک یا دو فاقوں کے بعد بنئے کی عورت سے بقدر ضرورت قرض لیتی تھیں ایکروز اس نے کوئی سخت بات کہی حضرت قطب صاحب نے جب یہ بات سنی بی بی سے کہا کہ اب آیندہ قرض نہ لینا حجرہ میں جو طاق ہی اسمیں سے بسم اللہ الرحمن الرحیم کہکر روٹیاں نکال لیا کرو جب وہ طاق میں ہاتھ ڈالتی تھیں گرم روٹیاں نکل آتی تھیں اور اہل و عیال اور فقرا کا قوت انہیں سے ہوتا تھا اسی وجہ سے اب بھی روضہ منورہ کے مجاور کاک پکاتے ہیں اور درویشوں کو تقسیم کرتے ہیں۔ نقل ہی کہ ایک روز قوال یہ شعر پڑھتے تھے ؎ کشتگان خنجر تسلیم را * ہر زماں از غیب جانی دیگر ست * حضرت قطب الملت کو وجد ہوا تین روز

تک قوال یہی شعر کہتے رہے اور آپ بیخود تھے مگر نماز کے وقت ہوش میں آجاتے تھے اور قوالوں سے اسی شعر کی درخواست فرماتے تھے چار روز تک یہی حال رہا چوتھی شب یہ کیفیت ہوئی کہ سر مبارک قاضی حمید الدین ناگوری کی بغل میں اور پاؤں بدر الدین غزنوی کی گود میں تھے قاضی حمید الدین نے جب یہ حال دیکھا آپ سے پوچھا کہ خلفاء سے سجادہ نشین کون ہوگا فرمایا کہ خرقہ اور عصا اور مصلا اور نعلین یہ سب چیزیں جو حضرت خواجہ بزرگ سے مجھ کو پہنچی ہیں شیخ فرید الدین مسعود کو پہنچا دیں پھر طائر روح مقدس نے ملاء اعلیٰ کی طرف پرواز کیا اُس وقت شیخ فرید الدین قصبہ ہانسی میں تھے اس قضیہ واقعہ میں دیکھ کر آپ کی رحلت سے تیسرے روز دہلی میں تشریف لائے اور چہرہ مبارک کو پیر برحق کے روضۂ مبارک پر رکھا اور اُسی روز وصیت کے موافق خرقہ خلافت پہنکر اُس مصلے پر نماز ادا کی اور مرشد کی جگہ بیٹھے۔ آپ کی وفات دوشنبہ کے دن ربیع الاول کی چودھویں تاریخ ۶۳۴ھ چھ سو چونتیس ہجری میں ہوئی مزار مقدس آپ کا دہلی میں ہے— **سالک مسالک** ترک و تجرید عارف معارف توکل و تفرید سلطان التارکین حضرت شیخ حمید الدین صوفی ناگوری قدس اللہ تعالیٰ سرہ آپ کا لقب سلطان التارکین ہے حضرت خواجہ صاحب کے خلفاء بزرگ سے ہیں صاحب حالات و اہل مقامات ہوئے ہیں تفرید و توکل اور ریاضت و مجاہدہ میں قدم راسخ رکھتے تھے اور حضرت سعید بن زید کے اولاد میں جو عشرہ مبشرہ سے تھے ہوئے ہیں لمبی عمر دراز پائی حضرت سلطان الاولیا شیخ نظام الدین قدس اللہ سرہ کے اوائل ایام میں زندہ تھے۔ نقل ہے کہ ایک روز حضرت خواجہ معین الدین رحمۃ اللہ علیہ کو وقت خوش تھا فرمایا کہ جو کوئی جو کچھ چاہتا ہو طلب کرے کہ ابواب قبولیت مفتوح ہیں ایک شخص نے دین کی آرزو کی دوسرے نے دنیا چاہی شیخ حمید الدین سے فرمایا کہ تو کیا چاہتا ہے کہ دنیا اور دین میں معزز و مکرم ہو عرض کیا کہ بندہ کوئی درخواست

ذکر حضرت شیخ حمید الدین ناگوری

نقل

نہیں کرتا جو کچھ اللہ تعالی چاہی وہ ہی درست ہے پھر حضرت قطب الدین رحمۃ اللہ علیہ کیطرف متوجہ ہو کر یہی فرمایا اُنھوں نے بھی وہی جواب دیا پھر حضرت خواجہ بزرگ نے کہا اَلتَّارِکُ الدُّنیَا وَالقَانِعُ العُقبیٰ اُس روز سے شیخ حمید الدین لقب سلطان التارکین کے ساتھ ملقب ہوئی کہتی ہیں کہ موضع سوالی میں جو مضافات ناگور سے ہے ایک دو جریب زمین تھی آپ خود کشتکاری کرکے اُسکی حاصل سے قوت عیال کرتے تھے روایت ہی کہ حضرت خواجہ خواجگان فرماتے تھے کہ معین الدین اور حمید الدین کی اولاد ایک ہے آخر ایسا ہی ہوا کہ آپ کی اولاد اور شیخ حمید الدین کی اولاد میں نسبت اور خویشی واقع ہوئی اور شیخ حمید الدین علیہ الرحمۃ تصنیفات بہت رکھتے ہیں اُنکا کلام بہت عالی ہی منجملہ یہ ہے کہ فرمایا کہ اہل شبہ کی مانند حق تعالی کا طالب نہو اور معطلوں کی مانند ترک طلب کر یعنے ایک اور فرد کی طلب چھوڑ خدا تعالی و تبارک کسی جہت میں نہیں ہے کہ تو اُسطرف ڈھونڈھے اور کسی مکان میں نہیں کہ تو وہاں جستجو کرے وہ آنیوالا نہیں کہ کوئی اُسکو بلاے وہ دور نہیں کہ کوئی اُس سے نزدیک ہو گم شدہ نہیں کہ کوئی اُسکو تلاش کرے وہ زمانی نہیں کہ کوئی زمانہ کا منتظر ہو یہ سب طلب کی نفی ہے پس اثبات کیا ہوگا چاہئے کہ اپنی اور اپنے اوصاف کی نفی کرے کہ بشریت سے گذر جاے اور ہر چیز سے علحدگی پاے طلب یہ نہیں ہے کہ اُسکا اثبات کرے طلب یہ ہے کہ اپنی ہستی کو مٹاوے طلب وہ نہیں کہ تو اُسکی طرف دوڑے طلب وہ ہے کہ اپکو اُسمیں فنا کرے طلب وہ نہیں کہ تو اُسکو ڈھونڈھے طلب وہ ہے کہ خود گم ہو جاے آئینہ کو صاف کر جب صاف ہوا حضور ہی الوجود ہے اور فرمایا کہ سلوک کا پہلا مرتبہ یہ ہے کہ دو جہان سے فارغ ہو اور مقصود یہ ہے کہ خود نہ رہے ایک راہ عمر نہیں ہے تاریک اور دراز اور تجھکو ایک عمر دی ہے بے ثبات اور کوتاہ اِس تاریکی میں تیرے واسطے مطلع عنایت سے ایک چاند طالع کیا ہے اُٹھ اور دوڑ اور اِس ناہموار کو غنیمت جان

اور اِس عمر کو گزرا ہوا پہچان اور اپنے کو مُردہ سمجھ اور جو ہو سکے آپکے مرنیوالا خیال کر
شعر جاں نیست ہر آئنہ بخواہد رفتن ✤ اندر غمِ عشق تو رود اَولیٰ تر ✤ لیکن تو
بسترِ راحت پر سویا ہوا ہی اور نہیں جانتا کہ محبت کا دعویٰ کرنا کس کا کام ہے
اور جو محبت کا دعویٰ کرے اور جب رات ہو سو رہے اُسکا نام جھوٹوں کے
دفتر میں لکھینگے اور آپ سی پوچھا کہ شریعت اور طریقت کو کسطرح ایک جانیں
فرمایا کہ جسطرح تم اپنی جان و تن کو ایک جانتے ہو۔ اَور جانو کہ طریقت جانِ
شریعت ہی۔ اَور دریافت کیا کہ اربابِ شریعت اور اصحابِ طریقت کی راہ کونسی
ہی۔ ارشاد کیا کہ اہلِ شرع کی راہ نفس اور مال سی باہر آنا اور بفکرِ ذاتِ حق کیطرف متوجہ
ہونا اور سالکانِ طریقت کا رستہ جان و دل سی گزرنا اور راہِ وحدت میں قدم
رکھنا۔ اَور سوال کیا کہ مالک الملک کہاں ہی کہ ہم اُسکی طرف توجہ کریں۔ فرمایا
کہ کون سی جگہ ہے کہ وہ جہاں نہیں ہی اَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ ۔ اَور
جہاں تم ہوگے اللہ تعا کا منہ ہوگا
استفسار کیا کہ کسی نے اُسکو دیکھا ہی کہ دکھلاوے کہا کہ اُسنے دیکھا ہے جسکی آنکھیں
ہیں بلکہ اُسنے دیکھا ہی کہ جسکی آنکھیں نہیں ہیں اور پوچھا کہ آتشِ دوزخ کو درویشوں سے کچھ
تعلق ہے فرمایا کہ نارِ دوزخ اہلِ فقر کی ساتھ کچھ آویزش اور آمیزش نہیں رکھتی
بہشت کو بھی آتشِ فقر کی تاب نہیں مگر فقیر کون اور فقرا کہاں اور فقرا ایک
سیاہی ہی کہ اَلْفَقْرُ سَوَادُ الْوَجْهِ فِي الدَّارَيْنِ ط چہرہ کی سیاہی چاہئے کہ
فقر کی روشنی سینہ میں چمکے اَور ارشاد کیا کہ فقر امر عدمی ہے اور عدم کی ساتھ
فخر کرنا مذموم ہی اور اُسکے وجود کی ساتھ فخر کرنا محمود ہی اسی سبب سی حضرت
خواجۂ عالم فخرِ بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا اور آخرت پر فخر نہیں کیا
جب فقر سے کام پڑا فرمایا کہ اَلْفَقْرُ فَخْرِیْ یعنے فقر میرا فخر ہے۔ **حضرت**
سلطان التارکین کی وفات اونتیسویں ۲۹ ربیع الآخر سنہ چھہ سو تہتر ۶۷۳ ہجری میں

واقع ہوئی مرقد مقدس ناگور میں ہے۔

خلاصۂ عارفان باکمال سر حلقۂ صوفیان صاحب جلال زبدۃ المقربین شیخ فرید الدین مسعود اجودھنی شکر گنج کا ذکر۔

یہ حضرت اولیاء کبار اور مشائخ نامدار سے ہیں خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید اور خلیفہ خاص ہیں انکے والد بزرگوار سلطان محمود غزنوی کے بھانجے اور ان کی والدہ ماجدہ مولانا وجیہہ الدین کی دختر تھیں شیخ نظام الدین اولیا قدس اللہ سرہ سے مروی ہے کہ ایک رات ایک چور قوم گنوار سے آپ کی والدہ کے گھر آیا اور نابینا ہوا جانا کہ خانقاہ بزرگ ہے اللہ تعالیٰ سے عہد کیا کہ اگر میری آنکھیں روشن ہو جائیں کبھی دزدی نہ کروں اور اہل اسلام میں شامل ہوں جب وہ عفیفہ صالحہ روشن ضمیر اسکے ارادے پر مطلع ہوئیں دعا کی اسکی آنکھیں حالت اصلی پر آگئیں اور وہ چلا گیا دوسرے روز اپنے زن و فرزند کی ساتھ خدمت میں آکر مسلمان ہوا۔ آپنے اسکا نام عبد اللہ رکھا اور وہ کاملین سے ہوا کہتے ہیں کہ شیخ فرید الملتہ والدین ملتان میں مولانا منہاج الدین ترمذی کی مسجد میں اٹھارہ برس کے سن میں تحصیل علوم دین کرتے تھے انھیں ایام میں خواجہ قطب الدین قدس اللہ وارد ملتان ہوئے اور اس مسجد میں تشریف لائے اور شیخ فرید الدین کہ صاحب صلاح و تقوی تھے کمال اخلاص کے ساتھ حضرت خواجہ ممدوح کی خدمت سراپا برکت میں حاضر ہوئے حضرت قطب الملت والدین نے پوچھا کہ تمھارے ہاتھ میں کون سی کتاب ہے کہا نافع ہے علم فقہ میں فرمایا کہ انشاء اللہ تعالیٰ تمکو نافع ہوگی عرض کیا کہ مجھ کو حضور کی خدمت نافع ہے اور اسی مجلس میں مرید ہوئے جب حضرت قطب الدین رحمۃ اللہ علیہ ملتان سے عازم دہلی ہوئے شیخ فرید الدین تین منزل تک ہمراہ آئے آخر حسب ایماء پیر و مرشد مراجعت کی اور تحصیل علوم شرعی میں مشغول ہوئے اور شغل طریقت

رہکر پہنچے تھے۔ جب علوم ظاہر و باطن حصول ہوئے دہلی کا قصد فرمایا اور پیر برحق کی خدمت میں حاضر ہوئے حضرت بختیار کاکی انکے آنے سے بہت خوش ہوئے دہلی میں آپکا بہت شہرہ ہوا پھر حضرت مرشد سے مرخص ہو کر قصبہ ہانسی میں تشریف لیگئے اور حضرت خواجہ قطب الدین قدس اللہ تعالیٰ سرہٗ کی رحلت کے بعد دہلی میں آکر خرقۂ خلافت پہنا ایک ہفتہ وہاں رہکر ہجوم خلائق کے سبب پھر ہانسی کا قصد فرمایا چند روز وہاں رہے اور کثرت ازدحام سے گھبراکر موضع اجودہن میں کہ دیپال پور کے نزدیک ہے آکر قیام پذیر ہوئے وہاں کے آدمی سُست اعتقاد تھے اس باعث سے اوقات میں حرج واقع نہیں ہوتا تھا خاطر جمع ہو کر مشغول ہوئے اور وہاں آپ کو تاہل واقع ہوا اور آپ کی ریاضت و مجاہدہ اور کرامت کی اطراف عالم میں شہرت ہوئی اور طالبان راہِ حق نے روئے ارادت آستانۂ فیض نشانہ پر رکھا اور شرف بیعت سے مشرف ہو کر مراد کو پہنچے آپکے خوارق و کرامات حد سے زیادہ ہیں اس رسالہ میں گنجائش نہیں۔ اور حضرت کو گنج شکر اس وجہ سے کہتے ہیں کہ ایک بار دہلی میں سات روز تک انھیں کچھ کھانے کو نہ ملا اور افطار نہ کیا اور حضرت شیخ اپنے پیر کی خدمت میں جاتے تھے۔ غایت ضعف سے پائے مبارک نعلین سے لغزش پائی اور کیچڑ میں اور تھوڑی سی مٹی انکے منہ میں گئی وہ قدرت الٰہی سے دہن مبارک میں شکر ہو گئی۔ شکر خدا ادا کیا جب پیر و مرشد کی خدمت میں پہنچے انھوں نے فرمایا کہ فرید الدین مٹی تیرے منہ میں جاکر شکر ہوئی کچھ تعجب نہیں کہ حق تعالیٰ نے تیرے وجود کو گنج شکر بنایا ہے اور تو ہمیشہ شیریں ہو گا۔ شیخ شکر گنج نے سر نیاز زمین پر رکھا جب وہاں سے چلے جو کوئی راہ میں ملتا تھا کہتا تھا کہ گنج شکر آتا ہے اس کی وجہ تسمیہ کئی طرح سے لکھی ہے مگر صحیح یہی ہے اور آپ صائم الدہر اور قائم اللیل تھے بیماری کی حالت میں بھی افطار نہیں کرتے تھے اور انکی خوراک اکثر جنگلی میوے اور کنار صحرائی تھے اور اس سلسلہ کے اکثر بزرگ جنگلی گھانس اور میووں سے افطار کرتے تھے۔ حضرت سلطان المشائخ

وجہ تسمیہ حضرت گنج شکر

سے منقول ہے کہ فرماتے تھے کہ ایک روز حضرت گنج شکرؒ نے اپنی ریش مبارک پر ہاتھ پھیرا اُس سے ایک بال جدا ہوا میں نے التماس کر کے وہ موی مبارک لے لیا اور تعویذ بنا کر اپنے پاس رکھا جب میں دہلی پہنچا وہاں جو کوئی بیمار ہوتا تھا میں اُسکو دھو کر پلا دیتا تھا شافی مطلق شفا دیتا تھا الغرض دہلی میں اُسکا شہرہ تھا اکثر اہل حاجت مجھ سے مانگ کر لیجاتے اور صحت پاتے اور پھر واپس دیجاتے تھے میں اُسکو بحفاظت تمام طاق میں رکھدیتا تھا۔ ایک روز ایک شخص میرے دوستوں سے میرے پاس آیا اور اپنے لڑکے کی بیماری کیوجہ سے وہ موئے مقدس مانگا ہر چند میں نے اُس طاق میں اور جگہ تلاش کیا نہ ملا وہ شخص ناامید گیا اور اُس لڑکے نے اُس مرض میں انتقال کیا۔ پھر اُس تعویذ کو میں نے اُسی طاق میں پایا۔ اور آپ فرماتے تھے کہ جب میرے پیر کو بیماری لاحق ہوئی مجھ کو عین عنایت سے نواز کر دہلی کیطرف مرخص فرمایا اور اُنکی آنکھوں میں پانی بھر آیا اور یہ خاکسار بھی اس رخصت کے وقت ہر بار کی نسبت زیادہ اندوہگیں اور غمناک ہوا اور اسی حال پر ملال میں دہلی پہنچا ناگاہ اُس حضرت کی رحلت کی خبر پہنچی کہ ایک رات کو نماز عشا کے بعد بیہوش ہوئے جب ہوش میں آئے مولانا بدرالدین اسحاق سے استفسار کیا کہ میں نے عشا کی نماز پڑھی یا نہیں کہا ہاں آپ نے نماز پڑھ لی ہے مگر احتیاطاً نماز مکرر ادا کی پھر غشی طاری ہوئی جب افاقہ ہوا پھر پوچھا کہ نماز عشا میں نے پڑھی ہے یا نہیں کہا ہاں پڑھ لی ہے پھر تیسری بار نماز پڑھی پھر فرمایا کہ نظام الدین دہلی میں ہے میں بھی اپنے پیر کے انتقال کیوقت ہانسی میں تھا اور مولانا بدرالدین اسحاق سے آہستہ فرمایا کہ حضرت خواجہ قطب الدین کا خرقہ جو مجھ کو پہنچا ہے نظام الدین کو دینا اور وضو کر کے دوگانہ ادا کیا اور سجدہ میں جا کر واصل ہوئے آپ کی وفات ماہ محرم کی پانچویں سنہ چھ سو چونسٹھ ہجری میں واقع ہوئی مرقد شریف قصبہ پٹن میں جو لاہور سے نزدیک ہے واقع ہے مدت عمر

بچانوے برس ہی۔

ذکر حضرت سلطان الاولیا ملک الاتقیا قدوۂ اولیاء کرام نقاوۂ مشائخ عظام شیخ نظام الدین محمد محبوب الہی بدایونی الدہلوی قدس اللہ سرہ العزیز

انکے پدر بزرگوار شیخ احمد ابن دانیال غزنیں سے ہندوستان میں آئی تھے اور قصبہ بداؤں میں اقامت رکھتے تھے انہوں نے حضرت نظام الدین کو پانچ سال کی عمر میں چھوڑ کر رحلت فرمائی والدہ ماجدہ نے آپ کی پرورش کی جب حد بلوغ کو پہنچی کمال زہد و ورع کی ساتھ علوم ظاہر کے حاصل کرنے میں مشغول ہوئی اور پچیس برس کی عمر میں دہلی میں تشریف لائی اور اپنی والدہ کو ساتھ رکھتے تھے اور دہلی میں تحصیل علوم کی اور مولانا شمس الدین خوارزمی کے درس میں جو بڑے فاضل و کامل تھے حاضر ہوتے تھے اگرچہ بادشاہ عصر کے مملکت کا مدار مولانا صاحب کے سپرد تھا اور شمس الملک انکا خطاب تھا مگر آپ کی تعظیم و احترام اور علماء فضلاء کی بہ نسبت زیادہ کرتا تھا آپ متاہل نہیں ہوئی حضرت گنج شکر کے بھائی حضرت نجیب الدین متوکل کے گھر کے نزدیک آپکا حجرہ تھا اور انکی ساتھ جو قرب ظاہری و باطنی حاصل تھا اکثر انکی صحبت رہتی تھے اور آپ سے اخلاص تمام رکھتے تھے آپکی والدہ نے انہیں دنوں رحلت کی ایک دن حضرت نظام الدین نے حضرت نجیب الدین سے التماس فاتحہ کیا کہ میں کسی جگہہ کا قاضی ہو جاؤں کہ خلق اللہ کو عدل و انصاف سے دلشاد کروں حضرت شیخ نے کچھہ جواب دیا پھر مکرر عرض کیا شیخ نے فرمایا کہ ہرگز قاضی نہو اور چیز ہو جسکو میں جانتا ہوں انہدنوں حضرت گنج شکر کے حالات اور مقامات کا آوازہ عالم کو گھیرے ہوئی تھا چند روز کے بعد اجودھن کو تشریف لیگئی اور حضرت شیخ کی ملازمت حاصل کی اور آپ فرماتے تھے کہ میں حضرت

شیخ فرید الملۃ کا مرید ہوا اُن ایام میں اُنپر فقر اور عسرت غالب تھی۔ چنانچہ
ہفتہ میں ایک دو روز فاقہ ہوتا تھا اور مرید صحرا کو جاتے ایک شخص کریلے لاتا تھا
ایک پانی اور ایک لکڑیاں اور میں نخود ہانڈی میں اُبالتا تھا اور پیالی میں نکال کر
حضرت کے سامنے حاضر کرتا تھا آپ اُنہی سے افطار فرماتے تھے اور درویشوں کو
قسمت کرتے تھے اور میسر نتھا کہ نمک اُنمیں ڈالا جاوے ایک دن مینے تھوڑا سا نمک قرض
لیا اور اُن میں ڈالا جب تیار کر کے سامنے رکھا آپنے تناول فرمایا
اور کہا کہ اسمیں کچھہ شبہ ہے مینے عرض کیا کہ مولانا بدرالدین اسحاق اور شیخ جمال ہانسوی
اور مولانا حسام الدین ایک ایک چیز لاتے ہیں اور میں بڑی احتیاط سے جوش
کرتا ہوں شبہ کی وجہ آپ پر ظاہر ہوگی فرمایا کہ درویش فاقہ سے مرجائیں
مگر لذت نفس کیواسطے قرض لیں کسواسطے کہ قرض اور توکل میں بعد المشرقین ہے پھر
فرمایا کہ پیالہ اُٹھاؤ اور یہ فرمان مجھہ کو تھا اُسوقت سے مینے عہد کیا کہ ہرگز
کسی ضرورت کیواسطے قرض نہ لونگا پھر جبکہ کمبل پر آپ بیٹھے تھے مجھہ کو عنایت
کیا اور دعا کی کہ پھر کبھی کسی کا محتاج نہو اور جب اس فقیر کو دہلی کی رخصت دی
وصیت کی کہ دشمنوں کو خوش رکھنا اور جو کسی سے قرض لیا ہو اُسکو ضرور ادا کرنا
میں جب دہلی میں پہنچا حضرت نجیب الدین کیخدمت میں حاضر ہوا اور اپنی ارادت
اور ملازمت کا حال عرض کیا بہت خوشی ہوئی اور سلطان الاولیانے فرمایا کہ
کہ یہ عاصی جب دہلی میں وارد ہوا کوئی جگہ ایسی جہاں فراغت کیساتھہ مشغول
ہوں نہ دیکھی صحرا میں جا کر مشغول ہوتا تھا اور قرآن شریف حفظ کرتا تھا ایکدن
حوض تغلق کے کنارے گذر ہوا ایک درویش دیکھا کہ صاحب حال تھا مینے پوچھا کہ
تم شہر میں رہتے ہو کہا کہ شہر سکونت کی جگہ نہیں ہے اگر عبادت کی حلاوت چاہتا ہے
تو شہر میں نرہ پھر میں ایک باغ میں گیا اور تجدید وضو کر کے دوگانہ

ادا کیا اور مناجات کی کہ الٰہی جہاں میری حال کی بہتری ہو وہ جگہہ ملہم ہو کہ وہاں
قیام کروں غیب سے آواز سنی کہ تیری رہنی کی جگہ غیاث پور ہی جب یہ اشارہ پایا
میں غیاث پور میں جاکر مقیم ہوا۔ حضرت سلطان المشائخ کا روزہ مبارک وہیں
ہی۔ الحاصل غیاث پور میں حجرہ بناکر خلقت کے ہدایت و ارشاد میں مشغول ہوئے
بہت آدمی آپ کی ساتھہ عقیدت اور ارادت لاکر معاصی اور مناہی سے تائب اور
مرید ہوئے اور امیر سیف الدین نے اپنے فرزندوں اعز الدین علیشاہ اور حسام الدین
احمد اور خواجہ ابو حسن خسرو کی ساتھہ حضرت سلطان الاولیا سے بیعت کی امیر
سیف الدین ایک مرد صالح تھے اور خواجہ خسرو انکے فرزند کہ تعریف اور توصیف سے
مستغنی ہیں وہ بیس برس کی عمر میں حضرت شیخ نظام الدین کے مرید ہوئے انکا
اعتقاد اور صدق حضرت کیطرف بدرجہ کمال تھا اور آپ سلطان الشعراء اور
برہان الفضلاء طرز سخن نظم و نثر اور جمیع علوم میں یگانۂ روزگار اور علم ظاہری و
باطنی کے جامع تھے۔ ریاضت اور مجاہدہ کامل رکھتے تھے کہتے ہیں کہ ہر رات کو
سجدہ میں سات پارہ قرآن مجید کے پڑھتے تھے اور منقول ہی کہ جب وہ پیدا ہوئے
انکے والد انکو ایک کپڑہ میں لپیٹ کر ایک مجذوب کے پاس لیگئے مجذوب نے کہا کہ تو
اس شخص کو لایا ہی کہ خاقانی سے دو قدم آگے نکل جائیگا اور حضرت امیر خسرو نے کمالات
مذکورہ کی ساتھہ علم موسیقی کو جمع کیا اور اس فن میں یکتا تھے قول اور ترانہ کی
روش جو اسوقت میں مشہور ہے انہوں نے وضع کی اُن سے پہلے نہتھی۔ لکھا ہی کہ حضرت
شیخ کی عنایت انکی بارہ میں یہانتک تھی کہ ایک بار فرمایا کہ میں سب سے ناخوش
ہو جاتا ہوں مگر تجھہ سے نہیں ۔ روایت ہی کہ سلطان علاؤالدین بادشاہ
دہلی نے اپنے چھوٹی بھائی کو ایک سرحد کی تسخیر کیواسطے بھیجا تھا۔ اُسپر ایک مدت
گزری مگر کچھہ خبر نہ آئی حضرت سلطان المشائخ کیخدمت میں اپنا آدمی روانہ کیا

اور کہلا بھیجا کہ میں یہی چاہتا ہوں کہ اودھر لشکر کشی کروں آپ یہاں قدم رنجہ
فرمائیں کہ حسب الارشاد عمل کیا جاوے اور چاہا کہ اس تقریب سے قدوم فیض لزوم
کا شرف عظمیٰ پاوے یہ سنکر آپنے مراقبہ کیا تھوڑی دیر کے بعد سر اٹھا کر
فرمایا کہ جا بادشاہ سے کہہ کل اُس مملکت کے فتح کی خبر آئیگی اور تیرا بھائی بھی
غنائم کثیر کے ساتھ پہنچیگا جب یہ بشارت بادشاہ کو پہنچی بہت خوش ہوا۔ دوسرے
روز دو شتر سوار فتح کا مژدہ لائے بادشاہ نے پانسو دینار سرخ حضرت
سلطان المشایخ کی خدمت میں پیشکش کئی وہاں ایک درویش حاضر تھا اسفندیار
نام اُس نے کہا کہ الھدایا مشترک یعنی ہدیے میں شرکت ہونا چاہئے آپ نے
فرمایا مگر اکیلے کو ہی ملنا بہتر ہے اور وہ پانسو دینار اُسکو عطا کئے۔ نقل ہے کہ نقل
وجد و ذوق آپ کا درجہ کمال پر تھا اور سماع بہت کرتے تھے اور خوارق
عادات اور کرامت حد بیان سے باہر ہیں۔ جب سن مبارک چورانویں سال کا ہوا
مرض الموت میں آٹھ ماہ تک بول و براز بند رہا خادم سے فرمایا جو کچھ نقد اور جنس
ہماری ملک میں ہے حاضر کر کہ مستحقوں کو تقسیم کروں خادم نے عرض کیا کہ جو کچھ فتوح
میں پہنچتا ہے دوسرے دن تک نہیں رہتا مگر کئی ہزار من غلہ موجود ہے کہ
فقیروں کے واسطے لنگر پکایا جاتا ہے فرمایا کہ جلد صرف کر پھر اپنے خاص کپڑے
منگائے اور خلفا کو تقسیم کئے اور ہر ایک کو ایک ایک جگہ روانہ کیا شیخ
نصیر الدین حاضر تھے انھیں کچھہ نہ دیا۔ چہار شنبہ کے روز انکو طلب فرمایا اور خرقہ
اور عصا اور تسبیح اور کاسہ چوبیں جو کچھ اپنے پیر حضرت گنج شکر سے پایا
تھا انکو سپرد کیا اور اپنا جانشین کر کے واصل رحمت ہوئے آپ کی وفات چہار
شنبہ کے روز دسویں ربیع الآخر سنہ سات سو پچیس ہجری میں واقع ہوئی
مرقد منور غیاث پور میں ہے انتقال کے وقت حضرت ملک الشعرا سلطان تغلق کے

بنگالہ میں تھے جب یہ خبر سنی دہلی کا قصد کیا اور مزار پر انوار پر پہنچکر قبر کے مقابل کھڑے ہوئے اور کہا کہ سبحان اللہ آفتاب زمین کے نیچے اور خسرو زندہ اور روی گرد آلودہ کو مرقد منور پر ملکر بیہوش ہوئے اور سیاہ کپڑے پہنے اور تین ماہ اور پندرہ روز کے بعد خود بھی رحلت فرمائی اور پیر و مرشد کی پائینتی مدفون ہوئے سنہ سات سو پچیس ہجری میں چارشنبہ کے روز انتقال فرمایا۔

ذکر قدوۂ عارفان زبدۂ کاملان آسمان جہان ولایت قطب فلک کرامت حضرت شیخ نصیر الدین محمود اودھی قدس اللہ سرہ

صوفیان باتمکین اور بزرگان اہل یقین سے ہوئے ہیں حالات علیہ اور مکاشفات جلیہ رکھتے تھے انکا تولد ملک اودھ میں ہوا۔ والد بزرگوار انکو نو برس کی عمر میں چھوڑ کر عازم بہشت ہوئے والدہ ماجدہ نے تعلیم علوم دین میں جہد کیا پچیس برس اسمیں صرف کئے پھر کسب کمالات باطن کیطرف توجہ کی۔ ریاضت اور مجاہدہ اعلیٰ درجہ میں تھا سات برس تک ایک درویش کے ساتھ نماز جماعت کے خیال سے جنگل میں جاکر مشغول ہوتے تھے اور اکثر برگ سنبھالو سے افطار کرتے تھے جب تینتالیس سال گزرے دہلی میں پہنچے اور حضرت سلطان الاولیا شیخ نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ سے ارادت کی اور پیر کی خدمت میں مشغول طالب رہتے تھے انکی ایک ہمشیرہ تھیں رابعہ وقت انکے نفقہ کے فکر میں پیر سے رخصت حاصل کرکے اودھ میں آتے جاتے تھے اور اکثر شیخ برہان الدین غریب کے گھر میں جو حضرت سلطان المشایخ کے خلیفوں سے ہیں قیام رکھتے تھے اور حضرت شیخ نظام الدین نے ایک کلاہ نمدی شیخ برہان الدین کو عنایت فرمائی تھی وہ گم ہوگئی تھی اس سبب سے ملول رہتے تھے ایک دن آپ مراقبہ میں تھے اور شیخ برہان الدین نزدیک انکے پاس بیٹھے جب مراقبہ سے فارغ ہوئے شیخ موصوف کو بہت غمگین دیکھا اسکا باعث دریافت کیا کہا کہ پیر و مرشد کی کلاہ مبارک گم ہوگئی ہے پھر مراقبہ کرکے سر اٹھایا اور فرمایا انشاء اللہ غمگین نہ ہو کہ کلاہ ملجائیگی دوسرے روز جب شیخ برہان الدین حضرت سلطان الاولیا کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ نے مصلے خاص کا مصلا انکو مرحمت کیا شیخ موصوف خوش و خرم گھر کو روانہ ہوئے

اور مصلّا رکھنے کیواسطے بقچہ کھولا اور کلاہ کو انہیں پایا شکر حق میں کو جھکایا اور شیخ نصیر الدین رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد کیا کہ لباس درویشی کا حق یہ ہے کہ گندم نما اور جو فروش ہونا چاہئے صوفی کو جفاکشی اور وفاداری لازم ہے اگر حضرت شیخ المشائخ نہ فرماتے کہ شہر میں رہ اور جفا کھینچ ہرگز میری نیت آبادی میں رہنے کی نہ تھی بیابان اور کوہستان میں مشغول رہتا اور آپ لوگ مرشد کے موافق مثال نہیں ہیں اور حضرت سلطان الاولیا کے خلفا انکو اپنا فخر سمجھتے ہیں تسلیم اور رضا اور استغراق حضرت کو بحد کمال نقل ہے کہ ایکدن آپ حجرے میں مشغول تھے ناگاہ ایک قلندر تراب نام اسکے سر پر خاک حجرہ میں آیا اور چھری سے گیارہ زخم جسم مبارک پر لگائے خون حجرہ سے باہر رواں ہوا خدام خبردار ہوکر دوڑے حضرت کو عبادت میں مشغول پایا اور مریدوں نے چاہا کہ اس بدبخت کو ایذا پہنچاویں آپ نے منع کیا اور بیس اشرفی قلندر کو انعام فرمائیں اور عذر کیا کہ تیری ہاتھ کو چھری مارنے کیوقت آزار پہنچا ہوگا اس قضیہ کی بعد آپ تین سال تک زندہ رہے اٹھارھویں رمضان المبارک شب جمعہ کو رحلت کی انتقال کیوقت مولانا زین الدین علی کہ آپکے مرید اور خادم تھے عرض کی کہ خلفا اور مرید بہت ہیں ایک کو خرقہ اور جانشینی عنایت ہو فرمایا سب کے نام لکھ کر لاؤ جب سب کے نام پڑھ کر سنائے فرمایا ان سے کہو کہ اپنے ایمان کا غم کھائیں اسکے کیا جگہ ہے کہ سب کا بوجھ اٹھائیں اور وصیت کی کہ دفن کیوقت حضرت پیر کا خرقہ میرے سینہ پر اور عصا کو میری برابر اور نعلین کو بغل میں اور کاسہ چوبیں میری سر کے نیچے خشت کی جگہ رکھدیں اور تسبیح کو میری انگلیوں میں لپیٹ دیں مریدوں اور خادموں نے وصیت کے موافق عمل کیا اٹھارھویں ماہ رمضان چاشت کے وقت سنہ سات سو ستاون ہجری میں وفات پائی مزار مبارک دہلی سے باہر ہے۔

خاتمہ

جان کہ یہ صحیفہ ادائے فرائض اور واجبات اور تلاوت قرآن مجید کے بعد اولیاء کرام قدس اللہ اسرارہم کے حالات اور مقامات کے ذکر سے کسی عبادت کو بہتر نہیں جانتی اسواسطے اپنی خلاصہ اوقات کو ان کتابوں کے مطالعہ میں جو احوال بزرگان دین پر مشتمل ہیں گزارتی ہے اور کمال اخلاص سے

عقیدتمندی نے اس حقیرہ کو آمادہ کیا کہ ایک مختصر اُس سلطان عالیجاہ اور اُسکے خلفاء حق آگاہ روح الشہداء ارواحہم کے حالات میں تحریر کرے۔ الحمد للہ والمنتہ کہ خدائے علیم و قدیر کی توفیق سے یہ رسالہ ستائیسویں ماہ مبارک رمضان سنہ ایکہزار چوالیس ہجری میں اختتام کو پہنچا اس نسخہ کو معتبر کتابوں سے جمع کیا ہے لطف الٰہی سے امید ہے کہ ناظرین کو بہرۂ تمام حاصل ہوگا اب یہ ضعیفہ روضہ متبرکہ پہ حاضر ہوئی اور زیارت کرنے کا حال یہاں لکھنا مناسب سمجھتی ہے۔ حمد حضرت کبریا اور نعت جناب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعد کہتی ہے فقیرہ حقیرہ جہان آرا کہ یاوری بخت اور فیروزی طالع سے میں دار الخلافہ اکبر آباد سے اپنے والد بزرگوار کی ہمراہ خطۂ پاک اجمیر کیطرف روانہ ہوئی اٹھارھوں تاریخ ماہ شعبان سنہ ایکہزار ترپن میں ساتویں تاریخ ماہ رمضان المبارک کو جمعہ کے روز اجمیر کی اُس عمارت میں جو تال آنا ساگر کے کنارے ہے پر قیام کیا راہ میں بتوفیق الٰہی ہر روز ہر منزل پر دو رکعت نماز نفل ادا کرتی تھی اور ایکبار سورہ یٰسین اور سورۂ فاتحہ اخلاص تمام کی ساتھ پڑھکر اسکا ثواب حضرت خواجہ معین الدین رحمۃ اللہ علیہ کی روح پر فتوح کو نذر کرتی تھی عمارت مذکورہ میں چند روز توقف ہوا کمال ادب سے میں رات کو پلنگ پر نسوئی اور روضۂ مقدس کیطرف پاؤں نہ پھیلائے اور اکثر اُس طرف پشت نکی اور دنوں کو درختوں کے نیچے گزارتی اُس شاہ دین پناہ کی برکت اور سرزمین جنت آئین کے فیض سے عجیب شوق و ذوق حاصل ہوتا تھا ایک رات میلاد شریف اور چراغان خوشی کا اہتمام کیا گیا جہانتک روضہ عالیہ کیخدمت ہوسکی اسمیں تقصیر نہ کی صد ہزاراں ہزار شکر کہ چودھویں رمضان المبارک کو مرقد مقدس کی زیارت حاصل کی ایک پہر دن باقی رہا تھا کہ روضۂ منورہ کے اندر گئی اور اپنے رخ زرد کو اُس آستانہ کی خاک پر ملا اور دروازہ سے گنبد مبارک تک ننگے پاؤں برہنہ گئی اور روضہ جنت نشان میں داخل ہوئی سات بار قبر اطہر کے گرد پھری اور وہاں کی خاک پاک کو آنکھونکا سرمہ بنایا اُسوقت عجیب ذوق اور کیفیت حاصل ہوئی کہ

لکھنے میں نہیں آتی میں نہایت شوق سے سراسیمہ ہو گئی تھی اور نہیں جانتی تھی کہ کیا کہوں اور کیا کروں پھر اپنے ہاتھ سے تربت معطر و معنبر پر عطر ملا اور پھولوں کی چادر اپنے سر پر رکھ کر لائی اور قبر مبارک پر ڈالی اور سنگ مرمر کی مسجد میں کہ میرے پدر بزرگوار کی بنوائی ہوئی ہے دوگانہ شکر ادا کیا۔ پھر گنبد مبارک میں بیٹھ کر سورۂ یسین اور فاتحہ روح مبارک حضور کے واسطے پڑھی۔ نماز مغرب کے وقت تک میں وہاں رہی اور مرقد منور پر شمع روشن کر کے روزہ پانی سے افطار کیا عجب شام دیکھی کہ صبح سے بہتر تھی اگرچہ اخلاص اور محبت اور ہمت اس کی متقاضی تھی کہ ایسی جائے متبرکہ پر جا کر پھر گھر کو آئے لیکن کیا چارہ

رشتۂ در گردنم افگندہ دوست ٭ می برد ہر جا کہ خاطر خواہ اوست ٭

ناچار چشم گریاں اور سینہ بریاں سے ہزار افسوس کے ساتھ اس بارگاہ سے مرخص ہو کر قیام گاہ میں پہنچی تمام رات بیقراری رہی صبح کو جمعہ کے دن والد بزرگوار نے اکبرآباد کی طرف قصد فرمایا اب حضرت غریب نواز قدس اللہ سرہ العزیز کے لطف عمیم سے امید ہے کہ یہ مجموعہ درجہ قبولیت کو پہنچے اور اس مریدہ معتقدہ پر توجہ فرماتے رہیں۔ وصلی اللہ علی خیر خلقہ محمد و آلہ و اصحابہ اجمعین

غزل در منقبت حضرت خواجہ غریب نواز رح مصنفہ حضرت کلیم صاحب مترجم کتاب

خواجہ شاہ بندہ پرور لے خبر
سرو گلزار پیمبر لے خبر
قرۃ العین حسن جان حسین
اے میرے ماہ منور لے خبر
ہوں اسیر آفت و رنج و بلا
میرے مرشد میرے رہبر لے خبر

اے حبیب رب اکبر لے خبر
ہو گیا ہے غم سے خون میرا جگر
حضرت زہرا کے دلبر لے خبر
گلشن دل ہے میرا وقف خزاں
رحم کر مجھ پر کرم کر لے خبر
حال ابتر ہے کلیم زار کا

ہجر میں ہوں مثل قمری نعرہ زن
اے جگر پیوند حیدر لے خبر
میں ہوں اور غم کی اندھیری رات
باغ عرفاں کے گل تر لے خبر
معرفت کی راہ پیچا پیچ ہے
جان آ پہونچی ہے لب پر لے خبر

تمت

Jahan-ara Bigam
Mu'in al-arvah